بقیہ گفتگو

تتمہ جواب اشتہار ۲۶ - مارچ ۱۸۹۱ء

[illegible]ہار میں جو آپ نے لکھا ہے کہ "توضیح مرام کے اخیر میں بطور نصیحت لکھا بھی گیا تھا کہ جب تک [illegible] رسالوں (فتح اسلام - توضیح مرام - و ازالہ اوہام -) کو دیکھ نہ لیں کوئی راے [illegible] کریں - مگر وہ (علماء معترضین) آخر تک صبر نہ کر سکے"

یہ عجیب مغالطہ ہے جو مصرع - چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد - کا مصداق [illegible] آپ خیالات و مقالات نیچریہ فلاسفہ و نصاریٰ کو علی رؤس الاشہاد اشتہار کریں اور

[illegible] جیسے آپکے یہ خیالات و مقالات (۱) کسی بشر کا (آنحضرت ہوں خواہ مسیح) آسمان پر جسم چڑھنا اور اترنا سنت اللہ [illegible] قانون قدرت یا نیچر کے برخلاف ہے اور خدا تعالے کا دنیا میں ایسے خوارق دکھانا [illegible] ایمان بالغیب کو تلف کرنا ہے - (دیکھو توضیح المرام صفحہ ۱۰۶ وغیرہ -

(۲) مطلق نبوت ختم و محدود نہیں ہوئی صرف نبوت تامہ (جسکی آپکے حواریوں نے مجلس مناظرہ دہلی میں بجواب سوال شانزدہم نبوت تشریعی سے تفسیر کی ہے) ختم ہوئی ہے - اور نبوت جزئی (جسکا دوسرا نام محدثیت ہے) کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری رہیگا (توضیح صفحہ ۱۹)

(۳) حضرت مسیح اور آپ (مرزا صاحب) کے دلمیں جو قومی محبت ہے اس نے خدا کی محبت کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے - ان دونوں محبتوں کے ملنے سے (جو درحقیقت نر و مادہ کا حکم رکھتی ہیں) تیسری چیز پیدا ہوئی ہے - جسکا نام روح القدس ہے اور اسکو بطور استعارہ ان دونوں محبتوں

[illegible] مرزا غلام احمد صاحب خیالی مسیح نے

ان کو اردو زبان مین چھاپ کر ملکون مین پھیلا دین اور پھر علماء وقت
کرین کہ وہ اسپر کچھ نہ بولین۔ اور اپنے ایمانی فرض انکار و تغییر منکر کے تارک رہین
پاس خاطر سے اگ کی لگام اپنے منہہ پر چڑھالین۔ اور اس احمق بافندہ کی نقلیہ
جسنے ایک چالاک چور پکڑا تھا اس چالاک نے اسے کہا کہ چھوڑ دے میرا چھوڑا دیگر
تو اس سادہ لوح بافندہ نے اسکو چھوڑ دیا اور وہ شاطر رفوچکر ہوا۔ حضرت م

کا بیٹا کہنا اور ان دونوں کو ماں باپ کہنا) بیجا نہیں ہے۔ اور یہ پاک تثلیث ہے۔ توضیح ص
(۴) آپ (مرزا صاحب) کو اور حضرت مسیح ابن مریم کو استعارہ کے طور پر ابن اللہ کہہ سکتے
ہین (دیکھو توضیح ص ۲۷)۔

(۵) ملائکہ کا اپنی ذات سے اور شخصی وجود سے زمین پر اترنا بداہت عقل سے باطل ہے اور ملک
الموت کا اپنی ذات سے زمین پر آنا اور ایک سکنڈ مین ہزارون ارواح کو قبض کرنا محال و ناممکن ہے
(توضیح ص ۳۰ و ۳۱)

(۶) ملائکہ وہ روحانیات ہین جنکو فلاسفر نفوس فلکیہ کہتے ہین۔ اور وید کی اصطلاح مین ارواح
کواکب۔ یہ ملائکہ ارواح کواکب اور سیارات کے لیئے جان کا حکم رکھتے ہین اور وہ ان کے
لیئے بمنزلہ قالب ہین) اور عالم مین جو کچھ ہوتا ہے انہی ستارون کے قوالب اور ارواح کے تاثیرات
سے ہوتا ہے۔ (توضیح صفحہ ۳۳۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۷)۔

(۷) جبرئیل امین جو انبیا کو دکھائی دیتا ہے وہ بذات خود زمین پر نہین اترتا۔ اور اپنے
ہیڈ کوارٹر (صدر مقام یا یون کہو کہ قالب) نہایت روشن نیر (سورج) سے جدا نہین ہوتا
بلکہ صرف اسکی تاثیر نازل ہوتی ہے اور انکے عکس تصویر اسکے دلمین منقوش ہو جاتی ہے۔ (دیکھو
توضیح صفحہ ۴۱۔ ۶۸۔ ۷۰۔ ۸۵۔ وغیرہ)

(۸) آیت متضمن ذکر سجدہ آدم ہیوبابا آدم کی طرف ملائکہ کا سجدہ کرنا مراد نہین بلکہ ملائکہ کا ان

اسی قسم کے مغالطات کے ذریعہ آپنے غیر اقوام سے اپنا الو سیدہا کیا ہے۔ مسلمان اور انکے حق گو علماء ایسے احمق نہین ہین کہ وہ آپکے دہوکہ مین آئین اور آپکے رسالہ ازالہ اوہام کے انتظار مین ان خیالات و معاملات پر جنکو وہ کفر سمجہنے پر ساکت ہو رہین ؛

مطالب فتح اور توضیح کا سمجھ مین آنا دلائل ازالہ اوہام پر موقوف تھا تو آپنے ازالہ اوہام سے پہلے ان کو شائع کیون کیا۔ دلیل اور مدعا کو اکٹھا مشتہر کیا ہوتا۔ کیا یہ بھی کسی منصف حق گو اور انصاف پژوہ کا دستور ہے کہ دعویٰ آج کرے اور اسکے دلائل اگلے سال یا چھٹے مہینے بیان کرے و معہذا اپنے معترض و مخالف سے یہ درخواست کرے کہ ایک سال یا چھ مہینے تک (جبتک وہ دلائل پیش نکرے) ساکت رہے ؛

اس اشتہار مین جو آپنے لکھا ہے کہ اختصار اور حفظ اوقات کی غرض سے اپنے

...ل کامل کی خدمت بجالانا اور اسکی اطاعت کرنا مراد ہے (توضیح صـ۴۹)

(۹) لیلۃ القدر سے رات مراد نہین بلکہ وہ زمانہ مراد ہے۔ جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہو اور وہ نبی یا اسکے قائم مقام مجدد کے گذر جانے سے ایکہزار مہینے کے بعد آتا ہے ؛

اسی کی قسم کے اور لغویات ہین جنکو علماے اسلام کفریات سمجہتے ہین ؛

۵ آپ ایسے ہی اختصار پسند اور محافظ اوقات ہین تو اپنی تصنیفات اور تحریرات مین کیون اس امر کی رعایت نہین کرتے۔ براہین احمدیہ کو دیکھئے ایک صفحہ کے مطلب کو دس صفحہ مین ادا کیا ہے ایک مطلب کو کئی کئی دفعہ (کبہی نثر مین اور کبہی نظم مین) بیان کیا ہے۔ اپنی تحریرات خصوصاً خط نمبر ۲ کو ملاحظہ فرمایئے اسمین کسقدر تکرار مطالب ہے۔ باینہمہ آپ مباحثہ کو دو ہی تحریرون مین محدود اور ختم کرنیکی وجہ اختصار اور حفظ اوقات بتاتے ہین تو اس سے بجز اسکے کیا سمجہا جاے گا۔ کہ یہ آپ کا عذر و بہانہ ہے۔ اور حقیقت مین آپ کی نیت مغالطہ وہی ہے جس کی تشریح متن مین ہے ؛

* ... رسالہ نمبر ۲ مین منقول ہوگا ؛

کل دلائل اول پرچہ مین ہی پیش کر دین اور اس عاجز کی طرف سے بھی صرف ایک ہی
پرچہ اسکے جواب مین ہوگا اور وہی دونون پرچے سوالات و جوابات حاضرین کو سنائے جاینگے
(جس سے آپکا مقصود یہ ہے کہ بجز ان دو پرچون کے فریقین مین سے کوئی کچھ نہ کہے اور نہ ہی زبان
پر کوئی حرف لائے اور ان دونون ہی پرچون کی تحریر سے مباحثہ ختم ہو - اور معہذا پہلی تحریر آپ
کے خصم کی ہو - دوسری آپکی چنانچہ خط نمبری ۸ مین جو رسالہ نمبر ۲ مین منقول ہے آپ نے
اس مدعا کو خوب واضح و مشرح کر کے بیان کیا ہے) یہ ایک ایسا مغالطہ ہے کہ جسکی
مخترع صرف آپکی ذات ہے آپ سے پہلے (ہمارے علم و گمان مین) یہ کسی مغالطہ دینے والے کو نہین سوجھا -
اسی قسم کے مغالطات آپکی مدۃ العمر کی فتحمندی کے مدار و مناط مین ٭
ہر شخص جسکو فہم و انصاف اور احقاق حق سے ادنی تعلق ہو - یہ بات بخوبی سمجھ
سکتا ہے کہ امور عظام مین منازعت واقع ہو اور بحث و مناظرہ سے انکا تصفیہ مد
وہ صرف ایک سوال و جواب (یا یون کہئے کہ ایک تحریر اور اسکے ایک جواب سے) ہرگز
پذیر اور طے نہین ہو سکتے - اُس تحریر کو پیش کرنے والا خواہ وہ کیسا ہی اور بڑا متبحر
(قوی التاثیر مقرر) وسیع النظر مستدل - اور معقول و منقول کا فاضل اجل ہو اور وہ اپنی تحریر
مین خواہ کیسی ہی پر زور دلائل سے لکھے - اور اسمین دفع دخل مقدر کر دے - اور خصم کے دلائل کا
کمال وسعت سے جواب دے مگر پھر بھی اسکی طاقت بشری علمی اور خوش تقریری سے یہ امر
خارج ہے کہ دوسری تحریر پیش کرنیوالے کو (جو اسکا مخاصم ہو) اپنی تحریر مین کوئی غلط اور
بیجا بات نہ لکھنے دے اور وہ اس تحریر (ثانی) مین ایسی کوئی بات نہ لکھ سکے جس سے پہلے
تحریر کے قوی دلائل اور صحیح بیان مین نافہم و کم علم ناظرین کو دھوکا اور مغالطہ پیدا ہو سکے
کسی بشر سے (خواہ کیسا ہی عالم فاضل و مقرر و مؤثر ہو) یہ کیونکر ہو سکتا ہے - جبکہ
خدا تعالے نے (جو ہر امر ممکن پر قادر ہے اور وہ ہر شخص کے سینہ کی باتون کو یافیہ ہوں
یا اچھی طرح خوب جانتا ہے - اور جس سچائی کو چاہے لوگون کے دلون مین ڈال سکتا ہے اور جس مغالطہ

چاہیے انکو بچا سکتا ہے) اپنی کلام پاک (قرآن مجید وغیرہ کتب) مین ایسا نہین کہا کہ اپنی صادق و بے عیب کلام مین نادان اور کم فہم لوگون کے دہوکا دینے اور شبہ ڈالنے کا امکان باقی نہ رکھا ہو*

یہہ ہوتا تو قرآن مجید پر کوئی مخالف اسلام کسی قسم کا اعتراض نکرتا۔ اور بے انصافی اور عناد سے اسکی صحیح اور سچی باتون مین تعارض و تناقض پیدا کرکے نادان اذہانون کو دہوکے مین نہ ڈالتا۔ اور کسی عالم خادم قرآن کو ان مغالطات کے جواب دینے کا موقع نہ ملتا۔ حالانکہ ہم صاف دیکھتے ہین کہ ہزارون ملحد اور اسلام کے مخالف قرآن کی بیسون باتون پر بیجا اعتراض کرتے ہین اور قرآن کے خادم دن رات انکی اعتراضات کے جواب و ردّ کے دیے رہتے ہین*

یہ قرآن پر ایمان لانے والون کے لئے مثال دی گئی ہے۔ اب ہم نئی روشنی پر جان قربان کرنے والون کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہین

انگلستان کے پارلیمنٹ کے (شاہی کمیٹی) کے ہاؤس اوف کامنز (عام اہل الرائے کا مجمع) مین بڑی بڑی اورٹر سپیکر (ذوی التاثیر مقرر) ایسی ایسی پرزور اور موثر تقریرین کرتے ہین جسکو تمام حضار مجلس حق و راست سمجھ لیتے ہین اور انکو اسمین کوئی شبہ و اعتراض باقی نہین رہتا۔ پہر جب دوسرے مقرر پہلی تقریرون کے مخالف تقریرین کرتے ہین۔ تو سامعین کو اپنی تقریرون کا گرویدہ بناکر پہلی تقریرون کے مغالطے ظاہر کرتے ہین۔ ان کی تقریرون کا سلسلہ تبہی منقطع ہوتا ہے جب کوئی فریق جوابی تقریر سے عاجز ہو جاتا ہے اور پہر سامعین کے ووٹ (رائین) لیکر کثرت رائے پر فیصلہ کیجاتا ہے۔

دوسری مثال۔ اعلی عدالتون (چیف کورٹ وغیرہ) مین وکلا مدعی اور مدعا علیہ مین مباحثہ ہوتا ہے۔ تو مدعی کا وکیل اپنے دعوے کے دلائل بیان کرتا ہے۔ پہر مدعا علیہ کا وکیل اسکا جواب دیتا ہے۔ اور اسکے مقابلہ مین اپنے دلائل بیان کرتا ہے۔ پہر مدعی کے وکیل کو موقع دیا جاتا

اور جسحالت مین خداوند عالم قادر مطلق نے (باوجود قدرت ووسعت) ایسا نہین کیا کہ اپنی صرف ایکدفعہ کی کلام سے بی انصاف خصوم کی دہان بندی کردی ہو اور خادمان قرآن کے لئے اعادہ کلام وتوضیح مرام کیخدمت باقی نہ چہوڑی ہو تو پہر کوئی بشر اپنی ایک ہی تقریر و تحریر مین ایسا کب کرسکتا ہے۔

اس سے کس وناکس کو بشرطیکہ فہم وانصاف رکہتا ہو یہ سمجہہ مین آسکتا ہے کہ جو شخص اظہار صواب و احقاق حق کے دعوے سے مباحثہ کرنا چاہے اور پہر اپنے خصم سے یہ شرط تسلیم کرائی کہ پہلے وہ صرف ایک تحریر مین اپنا ثبوت پیش کرے۔ اس کے بعد اسکا جواب تحریر کریگا اور پہر اُسکو ایک لفظ یا ایک حرف بولنے یا کہنے کی اجازت نہ دیگا۔ وہ درحقیقت احقاق حق و اظہار صواب کے لئے مناظرہ ومباحثہ کرنا نہین چاہتا اور اس دعوے مین وہ نیک نیت نہین رکھتا۔ بلکہ وہ صرف مجادل اور مفاخر اور بدنیت ہے جو حاضرین وسامعین کو دہوکہ دیکر اپنا بول بالا کرنا اور اپنے خصم پر کوئی مغالطہ دیکر الزام قائم کرنا چاہتا ہے۔ وبس۔

اس شخص کی حمایت مین اگر کوئی یہہ عذر کرے کہ حضار مجلس کیا سبہی ایسے ہونگے جو اس شخص کے دہوکا مین آجائین گے۔ اور اگر ہون بہی تو یہ دہوکے اس تحریر کے اشتہار اور بعد مجلس اُسکے مغالطہ کے اظہار سے رفع ہو سکتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹

ہے کہ وہ اُس جواب کا جواب دے اور اسکے دلائل کو توڑے۔ ایسا نہین ہوتا کہ صرف جانبین کا ایک ایک دفعہ بیان لیکر فیصلہ کیا جائے۔

ہمارے مرزا صاحب طرز حکومت سب سے نرالا ہے وہ نہ تو طرز حکومت قرآن کے موافق ہے نہ قانون عدالت کے مطابق۔ آپ کی عدالت مین صرف ایک ایک دفعہ کے بیان پر ختم ہو کر حکم اخیر صادر ہو جاتا ہے۔

تو اسکا جواب یہ ہے کہ کسی خاص مجلس کے سبھی لوگون کا ایسا ہونا ممکن ہے کہ وہ اس تحریر کے مغالطات پر بلا اظہار و اعلام غیر مطلع ہون - ممکن کیا بہت دفعہ ایسا واقع ہو چکا ہے خصوصًا اُن مجالس مین جسکی میجارٹی مین پارٹی فیلنگ ہو (یعنے اکثر ارکان کو اپنی جماعت کی رائے کی بوجہ حمایت کا خیال ہی رہا) بعد مجلس بذریعہ تحریرات و اخبارات اس مغالطہ کا اظہار واشتہار - سو اگرچہ ممکن ہے مگر یہ اس مجلس کی خیالی شکست اور الزام خصم کو اُٹھا نہیں سکتا - ایک مجلس مین سامعین کے دہوکا کہا جانے کے سبب جو الزام خصم پر قائم ہو جاتا ہے وہ "آن قطرہ باران رسید" کا مصداق بن جاتا ہے جسکی پوری تلافی اور اصلاح عادةً محال ہے ۔ ع ولن یصلح العطار ما افسد الدہر اور اگر وہی تحریرات خارج از مجلس مناظرہ اصلاح و احقاق حق کے لئے کافی ہین تو پہلے انعقاد مجلس اور بالمشافہ تحریری مباحثہ کی کیا ضرورت ہے اور یہ کام جو آخر کار تحریر سے لینا پڑے پہلے ہی سے بذریعہ تحریر کیون نہ لیا جائے - اس بیان سے ناظرین کو ثابت ہو گا کہ جو آپ نے جانبین سے ایک ایک تحریر ہونے اور پہلے تحریر اپنے خصم کیجانب سے وقوع پانیکی شرط لگائی ہے یہ کمال درجہ کا مغالطہ ہے اور محض بدنیتی پر مبنی ہے - اور جو آپ فرماتے ہین "مین کہولکر کہتا ہون کہ میرا دعوی صرف مبنی بر الہام نہین بلکہ سارا قرآن شریف اسکا مصدق ہے تمام احادیث صحیحہ اسکی صحت کی شاہد عدل ہین" مرزا صاحب آپ ایسا نہ کہین تو آپ کی بات کون سنے - مگر ایسا کہنا ایک اور دلیرانہ اور بے باکانہ دہوکا دینا ہے جسکو صدق و راستی سے کوئی تعلق نہین ہے کیا آپ الحمد سے والناس تک ہر ایک آیتہ سے اپنا مسیح موعود ہونا ثابت کر سکتے ہین ؟ اس دعوی مین آپ سچے ہین تو پہلے قرآن کی پہلی صورت فاتحہ - اور بخاری کی پہلی حدیث انما الاعمال سے یہ دعوی ثابت کرین - پہر دوسری آیات و احادیث کو دیکہا جائیگا - اور اگر سارے قرآن اور تمام احادیث سے وہ بعض آیات و احادیث مراد ہین جن سے آپ غلط فہمی سے متمسک ہوئے ہین تو اس صورت مین "سارا قرآن" - اور "تمام احادیث" کے الفاظ کیا معنے رکہتے

ہین۔ کیا الہامی اور راستبازون کی یہہ شان ہے کہ ایسی اٹکل پچو باتین کہدین۔ آپ فرماتے ہین کہ اگر آپ لوگ جلسہ کے لئے تاریخ مقام مقرر کرکے ایک جلسہ عام مین مجھ سے تحریز کرین گے۔ تو آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک اور راستبازون کی نظرون مین مخالف حق ٹہرین گے ؞

مرزا صاحب مباحثہ کے شائق اور پہلے مدعی آپ ہوئے ہین لہذا یہ تقرر اور انتظام مجلس آپکا فرض ہے۔ ومع ہذا ہم رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۲ کے صفحہ ۳۰۸ مین چھاپ چکے ہین کہ آپ جسدن اور جس مقام مین مباحثہ کرنا چاہین ہم حاضر ہین سے ہمان میدان ہمان یہ گوی ہمان چوگان جو ایک عام تقرر ہے۔ اس کے بعد ہم بذریعہ تار آپ کو بلا چکے ہین جسکے جواب مین آپنے اس شرط کو پیش کیا جسکا بدنیتی اور فساد پر مبنی ہونا ابھی ثابت ہوچکا ہے۔ اس شرط کے ساتھ مباحثہ کا دعوے اور اقبال صریح انکار کے برابر ہے۔ اب فرمایئے خدا کے اور راستبازون کی نظرون مین کون شخص مخالف حق ہے؟۔ اور مباحثہ سے گریز کرنیوالا کون ہے؟ آپ کچھ نہ بولین گے تو ناظرین اور سامعین خود انصاف کرین گے زمانہ منصفین سے خالی نہین ہے ؞

یہ اس گفتگو کی نقل ہے جو ہم مین اور خیالی مسیح مین پہلے ہوچکی ہے۔ اب ہم وہ گفتگو نقل کرتے ہین جو ہم مین اور خیالی مسیح کے ایک فرضی حواری مین ہوئی ہے۔ اسکے بعد وہ گفتگو نقل کرین گے جو خیالی مسیح سے دوبارہ ہوئی ہے اسکے بعد اس گفتگو کے نتائج بیان کرین گے۔ جن سے ناظرین اور منصفین کو پورا الیقین ہوگا کہ آپکے اور آپکے حوارین کے بھی دعاوی اور مقالات مغالطات پر مبنی ہین نہ ان لوگون کو حق سے تعلق ہے نہ اسکے اظہار سے غرض نہ مباحثہ سے کچھہ واسطہ ؞

فرضی حواری سے گفتگو

فرضی حواری سے ہمارے پرانے دوست مولوی حکیم نورالدین صاحب ساکن بھیرہ ضلع شاہپور

مقیم و ملازم ریاست جموں مراد ہیں -

وہ اپنے احباب کے سامنے اپنے حواری ہونے کا دعوی کر چکے ہیں لئے اس ادعا پر ہمنے انکو فرضی حواری کہا ہے واقع میں وہ مرزا صاحب کے حواری (بمعنے ناصر) نہیں بلکہ بجاے نصرت انکو ضرر پہونچا رہے ہیں -

آپکے نام ہمنے ایک خط لکھا تھا جسکی نقل ذیل میں معروض ہے -

لاہور - ۱۰ فروری ۱۸۹۱ء نمبر (۶۱)

مجی مولوی نورالدین صاحب السلام علیکم

اس کارسپانڈنس[ف ۱] کی نقل اس غرض سے آپکے پاس بھیجی گئی ہے کہ آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں میں مستعد ہوں کہ مرزا صاحب کے اس دعوی کی تغلیط کروں - آپ ہمیشہ اور لوگوں سے گفتگو کرتے ہیں - مگر میں نے ایک دفعہ مرزا صاحب کی بابت آپکو کچھ کہا تو آپ ناخوش ہو گئے[ف ۲] اب بھی وہی حال ہے تو خیر اور اگر ان کی بابت کچھ کہنے اور سننے کا حوصلہ ہے تو بہتر ہے لاہور میں تشریف لاویں اور ان کے معاملے میں گفتگو کریں - توضیح المرام و رسالہ ازالہ اوہام سے اس دعوی کی تصحیح نہو گی آپسے کچھ ہو سکتا ہے تو کریں - ابھی وقت ہے - اب کی دفعہ لاہور میں

ف ۱ - یعنے خط و کتابت مرزا صاحب *

ف ۲ - میں نے آپکو صرف اسقدر کہا تھا کہ آپ قادیان گئے تھے - مرزا صاحب کو تمام کتاب براہین احمدیہ کے لئے کیوں نہ کہا آپنے جواب دیا کہ میں ان کی شان کو اس سے ارفع جانتا ہوں کہ انکو ایسا کہوں - میں نے کہا اسمیں کوئی گستاخی یا بے ادبی نہیں ہے - یہ تو صرف ایک نصیحت ہے - بسپر آپ خفا ہو گئے - اس کے بعد آپ ایک دفعہ لاہور میں تشریف لائے تو اپنی عادت قدیم مہربانی کے مطابق مجھسے ملے - اور اسکی وجہ میرے بھائی صاحب کے پاس یہ بیان کی کہ ہم انکے پاس استفادہ کے لئے جاتے ہیں مگر وہ ہمارے پیر کی بدگوئی کرتے ہیں جس سے رنج پہنچتا ہے اور بجاے فائدہ نقصان حاصل ہوتا ہے - اسی نظر سے ہمنے اس خط میں لکھا تھا کہ حوصلہ ہے تو آئیے - یعنی پیر مرزا پر اعتراض سننے کا حوصلہ ہے تو آئیے *

ہین آپ سے ملا تو جو کچھ آپ نے مجھ سے اور مین نے آپ سے ان[ف۱] کے باب مین کہا اسکو بعینہ یا اسکا مضمون نقل کرین۔ بجہہ مجھے اس سے ایک مطلب نکالنا ہے :۔

ابو سعید محمد حسین

اس خط کا جواب جو حکیم صاحب نے دیا وہ ذیل مین منقول ہے :۔

رَبِّ اهْدِنِی لِمَا اخْتُلِفَ فِیهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ[ف۲] - إِنَّكَ تَهْدِی مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

مولینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب والا کو خاکسار بہت مدت سے مرزا جی کے خلاف پر مستعد یقین کرتا ہے۔ جناب سورج کے سامنے نجوم کے شعاع کو کون دیکھتا ہے ابھی مرزا زندہ ہین۔ مین آپکے دعاوی اور علم سے ناواقف نہین[ف۳]۔ اور یہ امر اب پبلک کے سامنے آگیا ہے۔ اب پرائیویٹ خط و کتابت

ف۱ یعنے مرزا صاحب کے باب مین اس استفسار کی وجہ یہ ہے کہ سیالکوٹ کے بعض علماء اور حکیم جی کے دوستون سے مین نے سنا تھا کہ حکیم جی نے ان لوگون کے پاس بیان کیا تھا کہ مولوی محمد حسین مجھے ایکدفعہ لاہور مین ملے تو مین نے ان سے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب کو آپ دیوانہ جانتے ہین انہون نے کہا نہین۔ پھر مین نے کہا کہ جھوٹا جانتے ہین انہون نے کہا نہین پھر مین نے کہا کہ اس دعوی مسیحیت کو کیون نہین مانتے۔ انہون نے جواب دیا۔ کہ ہمین صرف یہی عذر ہے کہ وہ موعود مسیح نہین ہو سکتے۔ اور چونکہ یہ بات خلاف واقعہ تھی۔ اور مین نے کبھی بجز اسکے کہ مرزا صاحب کو بہ لطف یہ پیام پہنچا دین کہ آپ مسیح موعود کیونکر ہو سکتے ہین مرزا صاحب کے متعلق اور کچھ نہ کہا تھا اسلئے یہ استفسار کیا تھا پھر اس استفسار کا جواب آپنے اسی وجہ سے نہ دیا۔ کہ آپکا بیان خلاف واقعہ تھا۔ یہ خلاف بیانی آپکی قدیم عادت ہے جسکا بارہا ہمکو تجربہ ہو چکا ہے۔ آپ اس سے انکار کرینگے تو اسکی تفصیل ہم قلم مین لائینگے۔

ف۲- اصل مین ایسا ہی نسخہ نجائب سے ہے - اور صحیح باذنک ضمیر مخاطب سے ہے اس سے ناظرین اہل علم کو حکیم صاحب کی مولویت کا کافی اندازہ ہو سکتا ہے۔

ف۳- آپ ناواقف کیونکر خیال کئے جا سکتے ہین۔ آپ کے متعدد خطوط ہمارے

...کیجئے - مین لوگون سے مباحثہ کرون - جیسا اختیار ہے - مجھے کچھ ضرورت نہین کہ مین ...کی خدمت مین حاضر ہوکر عقائد کی اصلاح کردن - اس سے زیادہ مین اسلئے نہین لکھتا کہ مین آپ سے نا امید مایوس ہون ؛

نور الدین - ۳ پھاگن

اس خط کی تحریر سے حکیم صاحب نے تو مباحثہ کو ختم کیا - اور یہ جان لیا تہا کہ چلو چہٹی ہوئی - اس بلا سے جان بچی - مگر خدا نے نہ چاہا کہ اس سے ان کو بچاوے اور انکے انکار کا عجز پرمبنی ہونا چہپا رہنے دے اللہ تعالٰے نے حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار انہار کے دل مین اس خیال کا القا کیا کہ جسطرح ہوسکے جانبین کو ایک جگہہ جمع کرین اور انکی باہم گفتگو کرا دین

تفسیر حاشیہ صفحہ (۱۲)

پاس اور ہمارے شاگردون کے پاس موجود ہین - جن سے آپ کی اس واقفیت کا پورا ثبوت ملتا ہے - اگر اسمین کچھ کسر تھی - تو وہ یوم المبارزہ (مباحثہ کے دن) جب آپ سے اصول تسلیم کرائے گئے تھے جاتی رہی +

سلہ - آپ کے پیر جی تو مایوس نہین ہین - وہ تو اب تک مجھ سے مباحثہ کرنیکا دم مار رہے ہین - (گو وہ برائے نام اور بحسب ظاہر ہے) - اور اپنے خط نمبری (۵) منقولہ صفحہ (۳۷۱) جلد ۱۲ نمبر ۱۲ - اشاعۃ السنہ مین انجہ تمام مخاطبین ومخاصمین سے اسی خاکسار کو گفتگو کے لئے منتخب کرچکے ہین - آپ کیسے ان کے با اخلاص مرید ہین کہ آپ مایوس ہو بیٹھے - حضرت حکیم صاحب - آپ مایوس نہین خائف ہین - اور آپ یقینًا جانتے ہین کہ گفتگو سے آپ عہدہ برآ نہ ہوسکین گے - مسئلہ نسخ - بعض آیات قرآن کے مباحثہ کا دن اور اشاعۃ السنہ کے مضامین جن کی ثنا مین آپ ہمیشہ سے رطب اللسان رہے ہین - (چنانچہ آپکے خطوط شاہد عدل موجود ہین) آپ بھول نہ گئے ہونگے +

پس پہلے تو حافظ صاحب ہمراہی منشی عبدالحق صاحب حکیم صاحب کے پاس جموں پہنچے۔ اسکا
وہاں سے واپس آئے تو پابوسی کے مظہر ہوئے۔ پھر جب حکیم صاحب بہ شمولیت راجگان جموں
لاہور میں آئے تو اس وقت حافظ صاحب لاہور میں نہ تھے۔ اسوجہ سے حکیم صاحب ہمارے قابو
میں نہ آئے۔ (ہر چند اور لوگوں کے ذریعہ ہم طالب مباحثہ ہوئے۔) اور حکیم صاحب اپنے شیخ کے
پاس لودہانہ جا پہنچے۔ ۱۲۔ اپریل کو مولوی فضل الدین صاحب ساکن گجرات لودہانہ سے آکر خاکسار
کو لاہور میں ملے تو مظہر ہوئے کہ آپکے مقابلہ اور مباحثہ کے لئے مرزا صاحب تیاری
کر رہے ہیں۔ کل مولوی نورالدین اور ان کے ایک شاگرد کو (جسکی بدگوئی اور پھکڑ بازی
کے سبب اسکا نام بھی ہم زبان پر لانا نہیں چاہتے) روانہ کرینگے۔ ۱۳ تاریخ اپریل کو
حافظ محمد یوسف صاحب بھی لاہور پہنچ گئے۔ اور ادہر سے حکیم صاحب رونق افروز لاہور ہوکر
منشی امیرالدین صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے۔ رات کے دس بجے منشی امیرالدین کے بھائی
حاجی محمد دین صاحب حافظ جی کا یہ پیام لائے کہ حکیم صاحب تشریف لے آئے ہیں
آپ صبح آویں اور حکیم صاحب سے گفتگو کریں۔ میں نے اس پیام کا جواب یہ دیا کہ میں گفتگو کے
لئے تب آؤنگا جب حکیم صاحب کا دستخطی رقعہ متضمن درخواست مباحثہ پاؤنگا۔ کیونکہ حکیم صاحب
اپنے خط میں گفتگو سے انکار کر چکے ہیں۔ لہذا اگر میں بلا درخواست ان کے پاس پہنچا تو وہ یہی کہینگے
ہم تو مباحثہ سے انکار کر چکے ہیں پھر آپ کیوں آئے۔" حاجی صاحب یہ سنکر جواب سے آشفتہ
خاطر ہوئے اور یہ مضمون زبان پر لائے کہ آپ نہ آئینگے تو وہ لوگ (مسیحائی پارٹی) ہم لوگوں
کو (جو آپکے ہمخیال ہیں) گریز کی طرف منسوب کرینگے۔ اور اس بات کے مظہر ہوئے کہ حکیم
صاحب اس مضمون کا رقعہ نہ لکھینگے۔ اسپر میں نے کہا کہ حکیم صاحب نہ لکھیں تو یہ بات
حافظ صاحب تحریر کرکے میرے پاس بھیجدیں کہ حکیم صاحب آپکے نام رقعہ لکھنے سے انکار کرتے
ہیں۔ مگر ہم لوگ آپکو اپنی گفتگو کے لئے بلاتے ہیں۔ یہ جواب لیکر حاجی صاحب خفگی کے ساتھ
واپس ہوئے اور تہوڑی دیر کے بعد میاں رجب دین صاحب کو (جو ایسے مشکلات کیوقت

وکیل بنائی جایا کرتے ہین) بیکر میرے پاس آئے اور حافظ جی کا وہی پیام لائے۔ مین نے اسکے جواب مین پہر وہی بات کہی۔ مگر میان رجب دین صاحب نے میرے اس جواب کی مخالفت مین بہت زور دیا۔ اور یہہ کہا کہ اگر آپ نہ آئے تو ہم لوگون پر گریز کا الزام قائم ہوجائے گا۔ اور جب خط کا ذکر آیا تو انہون نے ایک خط بہی حافظ صاحب کا جیب سے نکالکر پیش کیا۔(جسکا مضمون غالباً وہی تہا جو مرزا صاحب کے وکیل اڈیٹر پنجاب گزٹ نے اپنے پرچہ ۲۵ اپریل مین مشتہر کیا ہے) مگر چونکہ اس خط کا مضمون وہ نہ تہا جو میرا مطلوب تہا بلکہ وہ مضمون مطلوب اور قاصدون کی زبانی پیام کے مخالف تہا۔ لہذا مین نے اس خط کو پڑھکر واپس کیا۔ اور اسکے ساتھ خوش طبعی سے یہ بہی کہا کہ اس خط کو آپ یا حافظ صاحب شہد لگا کر چاٹ لین۔ اس پر بہی میان رجب دین صاحب نے اپنی بات پر اصرار نہ چہوڑا۔ آخر مین نے انکے اصرار پر صبحکو حاضر مجلس ہونا قبول کیا۔ صبح کو پہر میان رجب دین صاحب اوران کے بعد محمد چٹو صاحب میرے بلانے کو آئے۔ مین انکے ہمراہ صبح کے ۶½ بجے منشی امیر دین صاحب کے مکان پر پہنچا تو وہان بڑا مجمع پایا جو میرے پہنچنے کے بعد اور زیادہ ہوگیا تہا اس مجمع کے ارکان (سابق اور لاحق) سے خصوصیت کے ساتھ لائق ذکر یہ اصحاب واحباب ہین۔ جناب مولوی عبد الرحمن صاحب خلف الرشید مولوی محمد بن بارک اللہ ساکن لکھوکے (جنکا ذکر میرزا صاحب کے خط نمبری ۵ مین ہے) جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور۔ جناب سید فقیر جمال الدین رئیس و آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور۔ جناب شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت خفیفہ لاہور مولوی عبد العزیز صاحب رکن انجمن حمایت اسلام و ملازم سررشتہ تعلیم پنجاب۔ ایسے ہی بعض اصحاب لائق ذکر اور بہی تھے۔ مگر انکی اسلامی اور حقانی جوش ایسا نہین ہے کہ وہ مسیحائی پارٹی لحاظ کرین۔[ف] اور شہادت حق دین خاکسار۔ مجلس مین پہنچا تو بعد سلام و مزاج پرسی حضار سب سے پہلے جو کلمہ زبان پر لایا وہ یہہ تھا کہ حافظ صاحب آپ نے جو مجھے بلایا ہے تو کس غرض سے بلایا ہے؟

ف اسی خیال سے اُن حضرات کے نام بمقام (پارٹی) درج کرکے کاٹ دیئے گئے۔

حافظ صاحب نے فرمایا کہ "اُس غرض سے بُلایا ہے کہ آپ مرزا صاحب کے متعلق حکیم صاحب سے گفتگو کریں"۔ اس کلمہ کے (یا جو اس کے معنے میں ہو) سو حافظ صاحب نے اُسوقت ایک لفظ بھی منہہ سے نہ نکالا۔ نہ مجھے کچھ کہا نہ حکیم صاحب سے۔ پھر خاکسار نے حکیم صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے مولوی فضل الدین صاحب کی زبانی سنا ہے کہ آپ لودہانہ سے مجھ سے مباحثہ کرنیکو تشریف لائے ہین۔ حکیم صاحب نے کہا کہ یہ بات غلط ہے مگر مین حافظ محمد یوسف کے حکم مین ہون۔ حافظ صاحب فرماتی ہین تو اُنکے مین گفتگو کو حاضر ہون پھر خاکسار نے کہا کہ مین قبل از بحث مقصود چند اصول آپ سے تسلیم کرانا چاہتا ہون کیونکہ بحث سے پہلے اصول طے ہو جاینگے تو اثنا بحث مین دلائل کے رد و قبول مین اختلاف نہوگا انہی اصول موضوعہ مسلمہ کو دلائل مین پیش کیا جائیگا۔ حکیم صاحب نے اس امر کو منظور کیا۔ اور حسب تفصیل ذیل سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔

ف ۱۔ ہم کچھ نہین کہہ سکتے کہ حکیم صاحب کا بیان غلط ہے یا مولوی فضل الدین صاحب کا۔ اس سے ہمکو کچھہ بحث نہین۔ حکیم صاحب نے آخر حافظ محمد یوسف صاحب کے حکم سے بحث کرنا قبول کر لیا یہی ہمارے اس مدعا کے لئے کہ حکیم صاحب سے ہمارا مباحثہ ہوا کافی ہے۔

ف ۲۔ صفحہ ۱۶ کے سطر ۱ سے استقامت تک تقریر قلمبند کر کے حافظ صاحب کے قاصدون (حاجی محمد دین صاحب۔ میان رجب الدین صاحب۔ میان محمد چٹو صاحب) کے پاس بوساطت مولوی سید حسین شاہ صاحب واعظ کاشمیر اس غرض سے بھیجی گئی تہی اگر اس تقریر مین کہین الفاظ یا مضمون کی کمی بیشی ہوگئی ہو تو وہ لوگ اسکو درست کر دین۔ مولوی حسین شاہ صاحب نے بعد از جمعہ ایک مجمع مین اس تقریر کو پڑھکر ان قاصدون کو سُنایا اور اسکے الفاظ و مضمون کو ان سے تسلیم کرا کے بذریعہ رقعہ منقولہ ذیل خاکسار کو اس سے مطلع کیا وہ یہہ ہے مکرمی مولوی صاحب سلمکم ربکم ـــــ کاغذ بعد جمعہ مجمع مین محمد چٹو صاحب اور رجب دین صاحب

خاکسار نے کہا۔

(۱) کتاب اللہ و سنت اتفاقی حجج شرعیہ[1] ہین۔

حکیم صاحب نے فرمایا۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۲) سنت سے وہ اقوال و افعال (لائق اقتدا)[2] و تقریرات[3] نبویہ مراد ہین۔ جو کتب حدیث مین مروی ہین۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۳) کتب حدیث سی صحیحین بلا وقفہ و نظر سنت نبویہ کی مثبت و شاہد ہین۔

تقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸ کو بلکہ حاجی محمد دین صاحب کو بھی بدستور حرفاً بحرف سُنا دیا۔ صاحبان مسطورہ نے باتفاق لفظ و رعین صحیح جواب دیا کہ بیشک مولوی صاحب چھپا دین اسمین ہماری طرف سے کوئی ممانعت یا صورت انکار نہین۔ مگر صحیح (یعنے سہی یا دستخط جسکو انگریزی مین سگنیچر کہتے ہین) اپنی مفنوا جانتے ہین۔ والسلام ــــــ حسین شاہ عفی عنہ

[1] یعنے قرآن اور حدیث کے شرعی دلائل ہونیمین کسی مُسلمان کا اختلاف نہین۔ گو باقی اور دلائل (اجماع و قیاس) کی دلیل شرعی ہونے مین بعض علماء کا اختلاف ہے۔

[2] یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بعض افعال آنحضرت کے آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہین جو اُمت کو اُن کی پیروی جائز نہین۔ جیسے چار سے زیادہ عورتون سے نکاح۔

[3] تقریر سے وہ فعل یا قول مُراد ہے جو آنحضرت کے سامنے کسی نے کیا یا کہا۔ اور آنحضرت نے اس سے منع نہ کیا۔

حکیم صاحب۔

صحیحین کو مین بہت معتبر سمجھتا ہون۔ بخاری کو اقدم جانتا ہون۔

خاکسار

(۴) اس تفاوت اور تقدیم مرتبہ بخاریکا اثر یہی ہوگا کہ عند التعارض بخاری کی حدیث مقدم ہوگی۔ اور جو حدیث مسلم کی بخاری کے معارض نہ ہو وہ بھی بخاری کی طرح بلا دقعہ تسلیم کیجاوے گی۔

حکیم صاحب۔ مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۵) ان دو کتابون مین جرح مدفوع[۱] ہے۔ اور ان کتابون کی کسی کتاب کی حدیث کی توہین یا رد اہل بدعت کی شان ہے

حکیم صاحب۔ مسلم ہے

خاکسار۔ (۶) اپ اپنی راے سے جرح و تعدیل احادیث صحیحین کا منصب رکھتے ہین۔

حکیم صاحب۔ نہین۔

خاکسار۔

(۷) حدیث کی روایت اور راوی کی راے مین فرق[۲] ظاہر ہے۔

---

۱ یعنے ان کتب کی احادیث پر جو اعتراض کئے گئے ہین۔ ان کو بعض محدثین نے اُٹھا دیا ہے۔ اب ان کتب کی احادیث پر کسیکا اعتراض سنا نہین جائیگا۔

۲ روایت وہ ہے جسکو راوی آنحضرت سے نقل کرتا ہے راے وہ بات ہے جو راوی اپنی سمجھ اور فکر سے کہتا ہے۔

حکیم صاحب مسلم

خاکسار

(۸) الفاظ کتاب اللہ اور حدیث کو ظاہر معنے پر حمل کرنا واجب ہے، اور اُن کے تاویل بلا مانع قوی اور حجت قطعی جائز نہین - کیونکہ یہ تاویل لغت اور شرع سے امان کے رافع[1] ہے -

حکیم صاحب -

رسول اللہ کے اقوال اور قرآن شریف کے کلمات طیبات ایسے معاملات مین جو عملی طور پر رسول اللہ نے انکو کر کے دکہا دیا ہے - یا صحابہ کے زمانہ مین بلا انکار اُنہو عمل مین لا کر دکہا دیا ہے اُنکے وہی معنے ہین - جو تعامل سے ثابت ہو گئے[2] - باقی پیشگوئیون یا اخبار مین ایسا کوئی مجازی استعارہ لینا قوی دلیل سے ممکن ہے -

---

[1] یعنے اگر لفظ کے ظاہری معنے بلا وجہ ترک کر کے اسکے تاویلی معنے مراد لینا جائز رکہے جائین تو نہ شرع کا اعتبار رہتا ہے نہ عام بول چال کا - اور ہر شخص کو اختیار ہو جاتا ہے کہ جس لفظ کے جو معنے چاہے مراد لے +

مثلاً لفظ صلوۃ یا نماز سے اپنی خواہش نفسانی کو روکنا مراد لے - اور عملی نماز چہوڑ بیٹہے - چنانچہ کسی نے کہا ہے ؎ صلوۃ عاشقان ترک وجود ست - صلوۃ سالکان سجدہ سجود ست + اور لفظ پانی سے پیشاب مراد قرار دے - اور لفظ روپیہ سے کوڑی مراد ٹہرا لے -

و نیز مدعا علیہ کوئی باقی مانگے تو پیشاب کر دے - اور ہزار روپیہ کا اقرار کر کے یہہ کہدے کہ ہمنے ایک ہزار کوڑی دینے کا اقرار کیا تہا -

[2] حکیم صاحب کا یہ جواب اضطراب اور تحیر یہ (جو جواب دینے کے وقت اُن پر طاری ہوتا

خاکسار۔

آپکی تقریر سے یہہ سمجھ مین آیا ہے کہ جن الفاظ نبوی یا کلمات قرآنی کے معنے عمل نبوی سے مفہوم نہ ہوئے ہون۔ ان الفاظ کے معنے لغوی مین تاویل جائز ہے۔ اگر دلیل قوی ہو اسکا لازمہ یہہ ہے کہ اگر اس تاویل پر کوئی دلیل نہ ہو تو وہ تاویل بھی ویسی ہی ناجائز ہے جیسے کہ عملی معنون مین تاویل ناجائز ہے ٭

(حکیم صاحب)۔ بہرحال یہ میرا مسلم ہے۔

خاکسار۔

(۹) حقیقت مجاز سے مقدم ہے۔ اور حقیقت کی علامات یہہ ہیں ٭

(۱) معنے کا متبادر ہونا۔ عہ (۲) ایک امر جائز اسی لفظ کا اطلاق۔ (۳) اسکے نفی کی عدم صحت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱

اور ان سے یہ کلمات کہلاتا تھا کہ میرا علم محدود ہے۔ اور خدا جانے اس اصول کی تعلیم کے بعد کیا کیا پتھر ڈالو گے۔ وغیرہ وغیرہ بنی ہے۔ شروع تقریر مین تو آپنے ظاہری معنی مراد لینے کے لئے آنحضرت صلعم اور صحابہ کے عمل کو شرط ٹھیرایا۔ (جسسے مفہوم ہوتا ہے کہ جو اقوال نبوی اور آیات قرآنیہ عقائد کے متعلق ہین یا وہ اخبار و پیشین گویون کے متعلق ہین انکے ظاہری معنے مراد لینا ضروری نہین انمین جو تاویل کوئی چاہے کرسکتا ہے) مگر اخیر تقریر مین آپنے اس شرط عمل کو اُٹھادیا اور صاف فرمادیا کہ پیشگویون کے متضمن اخبار و آیات مین بھی۔ کوئی مجازی استعارہ مراد لینا قوی دلیل سے ممکن ہے جسکا صاف یہ مفہوم ہے کہ اگر اس استعارہ کی مراد ہونے پر قوی دلیل نہو تو معنے حقیقی (جو ظاہری معنے ہین) چھوڑکر مجازی معنے مراد لینا جائز نہین ہین۔ ہمنے اسوقت حکیم صاحب کو اس اضطراب و تخالف کا الزام ندیا اور انکی شروع تقریر کا کچھ لحاظ نہ کیا صرف انکی تقریر کی آخری حصہ سے اپنا کام نکال لیا اور اس تقریر کے جواب مین اُنسے یہہ تسلیم کرالیا کہ جس تاویلی معنے قرآن و حدیث پر کوئی دلیل نہو وہ مراد لینا جائز نہین گو عمل نبوی سے وہ معنی ثابت نہون۔ اس سوال و جواب سے ناظرین اہل علم حکیم صاحب کے علم و فہم کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہین ٭

عہ متبادر ہونا۔ قریب الفہم ہونا۔ (۲) اطلاق جائز۔ ایک چیز پر ایسا لفظ بولنا جو بحکم عرف یا لغت اُس پر بولا جاسکے جیسے زید کو انسان کہنا۔ (۳) نفی کی عدم صحت۔ نفی کا صحیح نہونا جیسے زید کے حق مین یہہ کہنا کہ وہ انسان نہین ہے جو صحیح نہین ہے ٭

علامات مجاز اسکے مخالف یہ ہین۔

(۱) قرینہ کا وجود۔ (۲) امر محال پر لفظ کا اطلاق (۳) نفی کی صحت۔

حکیم صاحب۔

مجھے کچھ معلوم نہین کہ مولوی صاحب نے یہہ اصطلاح سلف صالحین سے کہان[۱] سے لی ہے

---

[۱] حکیم صاحب کے اس جواب کا مطلب یہہ ہے کہ جو اصطلاح سلف صالحین صحابہ و تابعین سے منقول نہین وہ لائق قبول و اعتبار نہین ہے *

اسکے اس جواب کو سنکر خاکسار کے علاوہ اور علماء حاضرین مجلس (جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب۔ و جناب مولوی عبد الرحمن صاحب) بھی حکیم صاحب پر معترض ہوئے۔ اُن کے اعتراض اسوقت اسی وجہ سے قلمبند نہوئے تھے کہ وہ حکیم صاحب سے مباحثہ و مناظرہ کرنیوالے نہ تہے۔ ہوتے تو وہ اعتراض بھی قلمبند ہو جاتے۔ اِن اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسے اصطلاحات علمیہ کا سلف صالحین صحابہ و تابعین سے منقول ہونا شرط قبولیت و اعتبار ہے۔ تو آپ ہی (حکیم صاحب) اصطلاحات اصول حدیث (مرفوع و موقوف وغیرہ) یا اصطلاحات نحویہ (مثلاً فاعل مرفوع ہوتا ہے۔ اور مفعول منصوب جنکو آپ مانتے) سلف صالحین سے ثابت کرین۔ اور جو آپنے خود اصل ہشتم کے جواب مین لفظ "مجاز" و "استعارہ" کو استعمال کیا ہے۔ اسی کو سلف صالحین سے ثابت کر دکہائین۔ اسپر حکیم صاحب بہت گھبرائے۔ اور گھبراہٹ سے وہ الفاظ جو صفحہ (۲۲) آپ سے منقول ہوئے ہین آپکے منہہ سے نکل گئے۔ اور اس اعتراض کے جواب مین پہلے تو وہ یہہ بولے کہ مین اپنے الفاظ "مجاز و استعارہ" کو واپس لیتا ہون۔ مگر آخر خاکسار کی جوابی تقریر (جسمین بحث لفظی کو چھوڑ کر مضمون اصول ہشتم آپسے تسلیم کرایا گیا ہے) کو سنکر اس واپسی کو بھول گئے۔ اور ہمارے

خاکسار۔

مین لفظی بحث کو ترک کرکے صرف اس کہنے پر اکتفا کرتا ہون کہ آپ نے پہلے جواب

([illegible] صفحہ ۲۳۳) اصل تہم کا مضمون مان گئے - یا شائد وہ عمداً یہ سمجھکر کہ مین لفظ "مجاز" و "استعارہ" کو واپس لونگا - تو اپنے پیر مرزا کے الہامات و تاویلات کے تمام تار و پود کو جو صرف مجاز و استعارہ پر مبنی ہین توڑنے والا بنونگا - اُس سخن والپسی قائم نرہے اور خاکسار کی جوابی تقریر کو مان گئے ہون -

حکیم صاحب کے اس جواب پر جناب **مولوی عبدالرحمٰن** صوفی صافی جو اس سے پہلے چپ چاپ بیٹھے تھے باین **اعتراض** معترض ہوئے کہ یہان (مسئلہ حقیقت و مجاز مین) تو حکیم صاحب سلف صالحین کی نقل کے طالب ہوئے ہین - مگر آیات قرآن و حدیث نبویہ کے اُن تاویلات مین جو مرزا غلام احمد کرتے ہین (جیسے دجال سے مراد دنیا دار ہونا - اور ابن مریم سے مثیل ابن مریم اور لیلۃ القدر سے زمانہ ظلمت وغیرہ وغیرہ) وہ سلف صالحین سے نقل و شہادت کے کیون طالب نہین ہوتے

پھر مولوی صاحب نے دینی جوش مین اگر یہہ **فرمایا** کہ جو شخص الفاظ قرآن و حدیث کے ایسی تاویلی معنے کرے جو صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین نے نہ کئے ہون وہ بدعتی و گمراہ و ملحد ہے - **اور یہہ کہکر آپ اس مجلس سے چلے گئے** - (جسکا ذکر مرزا صاحب کے خط نمبری ۸ و ضمیمہ پنجاب گزٹ ۵ اپریل ۱۸۹۱ء کی سطر ۱۷ - کالم اول - صفحہ ۲ - مین ہوا ہے -) **مولوی صاحب** موصوف کے جوش مین آنے اور مجلس سے اُٹھ **جانے کی وجہ ایک تو یہی** تھی کہ جوابات حکیم صاحب نے اس جواب مین اختیار کی تھی اس کے وہ خود پابند نہ تھے - لہذا ان کا یہ بات کہنا صرف جدال پر مبنی تھا جس سے مولوی صاحب کو نفرت ہوئی اور ان کو حکیم صاحب کی ہدایت سے مایوسی ہوئے دوسری

مین تسلیم کیا ہے کہ لفظ کے ایسے معنے جسکو استعارہ کہا جاتا ہے قوی دلیل سے لئے جائینگے
بلا دلیل ایسے معنے نہ لئے جائینگے - پس مین انہین معنے کو مجاز کہتا ہون - جنکو آپنے استعارہ

تفسیر ثنائی صفحہ ۲۳۴

وجہ یہ کہ حکیم صاحب کے حق مین مولوی صاحب کو خدا تعالے کیطرف سے ایک یہہ الہام ہوا وان تدعوهم الى الهدى فلن يهتدوا اذاً ابداً یعنے اگر تو انکو ہدایت کی طرف بلائیگا تو وہ کبھی ہدایت پذیر نہونگے - دوسرا یہ الہام ہوا ويضل الله الظالمين و يفعل الله ما يشاء - یعنے خدا ظالمون کو گمراہ کرتا ہے - اور وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے

ان الہامات سے مولوی صاحب نے روانگی فیروزپور کے وقت مجھے خاص اپنی زبان سے اطلاع دی تھی - اور خود ہی اسکی یہ تفسیر فرمائی تھی - کہ جو شخص صحابہ و تابعین وغیرہ سلف صالحین کے اتفاق سے اختلاف کرتا ہے وہ اپنے پر ظلم کرتا ہے - اور فرمایا کہ ہم لوگ اہلسنت والجماعت اسیوجہ سے کہلاتے ہین کہ ہم سنت یعنے آنحضرت کے قول و فعل کے پابند ہین - اور جماعت یعنے جماعت صحابہ و تابعین کے پیرو ہین - ہم اس جماعت کی اتباع چھوڑنے سے اہلسنت سے خارج ہو جاتے ہین اور ظالم بنتے ہین - اور خاکسار کو یہ فرمایا کہ مین نے ان لوگون کے مقابلہ مین تیرے قائم رہنے کی بابت خدا تعالے سے بطور استخارہ دعا کی تھی - اسکے جواب مین مجھے یہہ الہام ہوا ہے لكل فرعون موسى - یعنے ہر فرعون را موسے - لہذا آپ اس مقابلہ کے لئے قائم اور مستعد رہین - ہم خدا تعالے سے دعا کرتے رہین گے - کہ وہ خدا تعالے تمہاری مدد کرے - اسپر قائم و مستقیم رکھے ؛

جو لوگ مولویصاحب کے اُٹھ جانے کی اور وجہ بیان کرتے ہین وہ مولوی صاحب کے اس بیان کو سُنکر شرمندہ ہونگے تو معلوم نہین - پہر کس وقت شرمندگی کا موقع پائینگے ؛

کہاہے - اور آپکے جواب سابق سے مین یہ سمجھتا ہون کہ آپ کوئی استعارہ بلا دلیل قوی کسی لفظ سے مراد نہ ٹھیرائین گے - میرے لئے یہی تسلیم آپ کی کافی ہے اُس معنے کو آپ مجاز کہین یا نہ کہین ۔

حکیم صاحب نے - اس کے جواب مین کوئی عُذر و انکار پیش نہین کیا - اور سکوت سے اُسکو تسلیم فرمایا ۔

خاکسار - (۱۰) محال اور مجہول الکنہ مین فرق ہے - اول کی تسلیم جائز نہین - دوسرے کی جائز ہے -

حکیم صاحب - مسلم ہے -

خاکسار - (۱۱) عادت کا خلاف جائز ہے - بنا بر علیہ معجزات انبیا و کرامات اولیا جو عام عادت کے برخلاف معلوم ہوتے ہین واجب التسلیم ہین اگر انکا ثبوت ہو -

حکیم صاحب - یہی ایک خاص عادت اللہ ہے -

خاکسار - (۱۲) قانون قدرت جسکو بعض لوگ خدا کا قانون بنائے بیٹھے ہین واقعی مین خدا کی قدرت کا قانون و معیار نہین ہے -

حکیم صاحب - ہان یہ انسان کے محدود تجربے اور مشاہدے قانون قدرت پر حاوی

۱؎ آپ فرماتے ہین کہ معجزہ و کرامت بہی خدا کی ایک خاص عادت ہے اسمین اپنے معجزہ کو تو دبی زبان سے مانا ہے - مگر اسکے خارق عادت ہونیسے انکار کیا - اور یہہ خیال نفرمایا کہ مخاطب نے بھی اسکو مطلق عادت کا خارق نہین کہا - صرف عام عادت اللہ کا خارق قرار دیا ہے - جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ معجزہ خدا کی خاص عادت کا جو انبیا کے ساتھ رہی ہے اسکے نزدیک بہی خارق نہین - پہر اس بات کہنے کی آپکو کیا حاجت تھی - معلوم ہوتا ہے کہ آپ دوسرے کا کلام کا مطلب جلد نہین سمجھتے -

۲؎ اسمین آپ خوب قابو آگئے ہین گویا شکنجہ مین پہنسگئے - جس قانون قدرت کی دستآویز سے آپکے پیر اور مُنکے اور مرید صحیح احادیث کو رد کر رہے ہین - اس سے آپ تمسک کر سکینگے اور نان احادیث کو رد کرنے پر قادر نہ ہونگے ۔

نہین ہو سکتے۔

خاکسار۔ (۱۳) آپ آنحضرت صلعم کے معراج جسمانی کو تسلیم کرتے ہین یا نہین۔

حکیم صاحب۔ مین نے اس مسئلہ مین غور[1] نہین کیا کہ جسدی ہے یا روحانی نفس معراج کا اقرار ہے۔

خاکسار۔ (۱۴) غیر نبی کا الہام دوسرے شخص پر حجت شرعی ہے یا نہین۔

حکیم صاحب۔ غیر نبی کا الہام نبی کے صریح حکم کے خلاف ہو تو حجت نہین اور اگر کسی ایسے معاملہ مین ہو کہ اسمین صریح حکم نبی کا خلاف نہین ہے تو ممکن[2] ہے کہ کسی کیلئے حجت ہو مگر

---

[1] اسمین آپنے سفید جہوٹ سی کام لیا ہے۔ آپ مدتون سے کُتب حدیث کی جنمین معراج نبوی کا ذکر ہے اوراق گردانی کر رہے ہین۔ اور عام سلمانون کا یہہ اعتقاد کہ آنحضرت کو جسمانی معراج ہوا ہے جانتے ہین اور خاصکر اپنے اُستاد مولوی محمد صاحب سہارنپوری ثم المکی سے (جو پُرانے خیالات کے آدمی ہین) حدیث معراج کے یہی معنے سن چکے ہونگے۔ کہ آنحضرت اس جسم مبارک سے آسمانون پر گئے۔ اور اُدہر اپنے پیر مرزا اور اُنکے مریدون کے خیالات و منقولات پبلک مین شائع ہوتے دیکھ رہے ہین۔ پھر کیا ایسی حالت مین ممکن ہے کہ آپنے اس مسئلہ مین کچھ نہ سوچا ہو کہ ہمارے پیر کا خیال صحیح ہے یا پُرانے مسلمانون کا۔ یا بلا عذر و تامل محض تقلیدًا اپنے پیر کا یہ خیال کہ معراج صرف روحانی ہوا ہے مان لیا ہو؟ ہرگز نہین۔ آپ سچے ہین تو ایسی قسم کہائین۔ مگر یہ مسئلہ یاد رکھین کہ قسم مین توریہ جائز نہین ہے۔ اور قسم اسی معنے پر واقع ہوتی ہی جو اسکے معنے دوسرا سمجھے۔

[2] آپ کے جملہ "ممکن ہے" اور پہر اسکے ستثنیٰ "مگر حجت شرعی نہین" کو ناظرین خیال مین لائین۔ یہہ کیسے اضطراب پر مبنی ہین؟ غیر نبی کا الہام شرعی حجت نہین تو پہر کیسی حجت ہے؟ اور یہان شرعی حجت کے سوا کس حجت سے بحث ہے؟۔

حجت شرعی نہین ۔

خاکسار ۔ (۱۵) صحابی کی ایسی تفسیر آیات قرآن جسکے معنے سمجھنے مین محض رائے کا دخل نہو حکماً مرفوع ہے یا نہین ۔

حکیم صاحب ۔ صحابی کی ایسی تفسیر کوئی حکماً حجت نہین ۔[1]

خاکسار ۔ (۱۶) درصورت عدم حجیت وہ دوسرون کی تفسیر بالرائے سے مقدم ہے یا نہین ۔

حکیم صاحب ۔ صحابی کی تفسیر کو مقدم کرنا کوئی ضرورت نہین ۔

خاکسار ۔ (۱۷) نبوت ختم ہو چکی ہے یا نہین ۔

حکیم صاحب ۔ نبوت تشریعی ختم ہو چکی ہے ۔ کوئی شخص شرع جدید نہین لا سکتا ہے

خاکسار ۔ (۱۸) کوئی جدید نبی ہو سکتا ہے جو شریع جدید نہ کرے ۔ شرع محمدی کے تابع ہو ۔ اور نبی کہلائے جیسے انبیا بنی اسرائیل توریت کا اتباع کرتے نبی کہلاتے تھے ۔

حکیم صاحب ۔ کوئی بعید نہین ۔ ہو ۔[2]

---

[1] اس جواب مین اور جواب سوال نمبر ۱۰ مین آپنے سلف صالحین کا خلاف کیا ۔ اور اپنی اور اپنے پیر مرزا کی تاویلات بدعیہ مخالفہ سلف صالحین کے لئے راستہ نکالا ہے ۔ سلف صالحین تو ہر بات مین صحابہ کے اقوال و آثار کی پیروی کرتے اور انکی آرا کو بھی اپنی آرا سے مقدم سمجھتے ۔ آپ انکی ایسی تفسیر کو بھی نہین مانتے ۔ جسکا آنحضرت سے مسموع ہونا متعین ہے ۔ اور اسمین رائے محض کا دخل نہین ہے ۔

[2] اسمین تو آپنے حد کر دی ۔ پیروی قرآن و حدیث اور اتباع سلف صالحین و عام مومنین سب کو بالائے طاق رکھکر اپنے پیر مرزا کی تقلید اختیار کی ہے ۔ جسمین وہ سر سید احمد خان کے

خاکسار۔ (۱۹) آیت خاتم النبیین نبوت کو ختم کرتی ہے۔ آپ نبی جدید کی تجویز پر کیا دلیل رکھتے ہیں۔؟

حکیم صاحب۔ خاتم النبیین کی آیت تشریعی انبیا کی ختم کی دلیل ہے۔ نبی بلا تشریع کے وجود کی مانع نہیں ہے۔ ایسے نبی کے دلائل میں اسوقت پیش نہیں کرتا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۸

مقلد ہے ہیں۔ جو ختم نبوت سے تاویل انکار کرکے۔ کالون۔ لوتھر۔ بابو کیشب چندر سین اور دیانند سرسنی کو نبی یا پیغمبر قرار دے چکے ہیں۔ دبنا بریں علیہ ان کے بعض پیرو ان کو پیغمبر سمجھتے ہیں۔

آپ کو اور آپکے پیر مرزا کو یہ سوجھی ہے کہ ہم بھی کام تو وہی کر رہے ہیں۔ جو سر سید احمد خان کر چکے ہیں۔ پھر وہ کون ہیں کہ وہ نبی کہلا دیں۔ اور ہم اس خطاب سے محروم رہجا دیں ۱۲

ا مجلس مناظرہ کے بعد آپ کو اپنے اس جواب کی مضرت سوجھی تو آپنے حافظ محمد یوسف صاحب مہتمم انعقاد جلسہ سے یہ بات کہی کہ اس جواب میں کہیں حدیث "علما امتی کانبیاء بنی اسرائیل" درج کرا دو۔ حکیم صاحب کے روانہ لودیانہ ہو جانے کے بعد حافظ صاحب نے منشی عبد اللہ صاحب نقشہ نویس اور میاں الہ بخش صاحب دریائی فروش کے سامنے خاکسار سے اس امر کی درخواست کی۔ خاکسار نے اسکے جواب میں یہ بات کہی کہ اس جواب کے ساتھ یہ حدیث کہیں چسپاں نہیں ہو سکتی۔ ہاں وہ اس جواب کو واپس لیں۔ اور بجائے اسکے یہ جواب دیں کہ اسوقت نبی تو کوئی ہو نہیں سکتا۔ اس وقت کے علما مشابہ انبیا ہیں تو اس جواب کے ساتھ وہ حدیث بخوبی چسپاں ہو سکتی ہے۔ آیندہ آپ کو اختیار ہے۔ جس مقام میں چاہیں اس حدیث کو درج کر دیں۔ حافظ صاحب اپنے قلم سے اس حدیث کو درج نکر سکے۔ اور اپنی نوکری پر چلے گئے۔ پھر خاکسار نے ڈاک کے ذریعہ وہ کاغذ جسمیں

خاکسار - (۲۰) لفظ عیسی بن مریم اور دجال کے اصلی معنی (جسکی تاویل محتاج دلیل ہو) آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین کے زمانہ مین اسوقت تک کیا سمجھی گئی

حکیم صاحب - مجھے تمام لوگون کے کُل اقوال کی خبر نہین -

خاکسار - (۲۱) مین نے نہ تمام لوگون کے اقوال پوچھے ہین - نہ کُل اقوال - جن لوگون کے اقوال پر آپ کو اطلاع ہے - انکا کیا خیال تھا -

حکیم صاحب - ابن مریم سے قرآن مین عیسی نبی اللہ اسرائیلی مراد ہے - اور دجال کی نسبت مختلف خیال ہین - ابن صیاد کو حضرت عمر رضؓ دجال سمجھتے اور اس پر قسم کھاتے تھے -

خاکسار - (۲۲) احادیث نبویہ مین جو ابن مریم کا لفظ وارد ہے اس کے معنے صحابہ و تابعین و غیرہ مسلمین نے جہانتک آپکو علم ہے کیا سمجھے ہین - اور دجال کی نسبت

نفیحات صفحہ ۱۳

اصول وسوالات درج تھے انکے پاس بھیجدیا اور ان کو اختیار دیا کہ جہان چاہین - اس حدیث کو درج کردین - اُنہون نے وہان سے بھی اس کاغذ کو بلا تصرف و تبدل واپس کیا - اور کہین اسحدیث کو درج نفرمایا - جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُنہون نے بھی کہین اسکا مساغ نہ پایا -

ہم اب بھی حکیم صاحب کو اختیار دیتے ہین - کہ جہان چاہین اسحدیث کو بہ حسبان کردین (اگر گنجایش پادین - ہمارے نزدیک تو یہ حدیث تب ہی انکی ممتسک ہو سکتی ہے - جبکہ وہ اس جواب کو بدلدین - اور یہہ جواب دین - کہ اب نبی کوئی نہین ہو سکتا - علماء امت محمدیہ انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہہ ہین -

۱ اسمین ایک دھوکا ہے - جس کا بیان بابرہان تتمہ جواب نمبری ۴۲ مین عنقریب آئیگا - انشاء اللہ تعالے -

جو آپنے اختلاف بیان کیا ہے۔ اسکی ایک شق آپنے بیان کی ہے دوسری نہین کی۔ اب بیان فرمادین کہ سواے ابن صیاد کی بہی صحابہ و تابعین نے کیسکو دجال سمجہا ہے۔

حکیم صاحب۔ مجہے یاد نہین کہ سواے ابن صیاد کے کیسکو دجال کہا گیا ہو اور ابن مریم کے ساتہ کسی نے جہانتک مجہے یاد ہے اسرائیلی کی قید نہین لگائی۔

خاکسار۔ (۲۴۳) آنحضرت صلعم کے وقت مین ابن مریم کا لفظ قرآن مین اور پہر آنحضرت کے کلام مین اور عام لوگون کی کلام مین جب کبھی بولا جاتا تھا تو اس لفظ کے اصل معنے کیا سمجہے جاتے تھے آیا وہی حضرت عیسےٰ ابن مریم اسرائیلی یا کوئی اور معنے بھی کسی کے خیال مین آئے تھے۔

حکیم صاحب۔ قرآن شریف مین جہان ابن مریم آیا ہے وہان تو وہی عیسے ابن مریم سمجہے جاتے تھے۔ اور احادیث مین جو ابن مریم بولا گیا تھا اسکی تصریح صحابہ کی جانب سے مینے نہین دیکھی کہ آیا وہ اسکو مثیل ابن مریم سمجہتے تھے۔ یا واقعی نبی اللہ بنی اسرائیل مراد لیتے تھے۔

خاکسار۔ (۲۴۴) آٹھوین اصول مین آپ تسلیم کر چکے ہین کہ احادیث اور قرآن کے اصلی معنے ————

جواب نمبری ۲۴۴۔ اس حد تک پہنچا تہا کہ حکیم صاحب مجلس سے رخصت کے خواستگار ہوئے۔ اس وقت جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور نے فرمایا کہ ان اصول و سوالات و جوابات پر فریقین کے دستخط ثبت ہونے چاہئین۔ وبناءً علیہ وہ اصول و سوالات و جوابات اس مجلس مین اول سے آخر تک لفظ بلفظ پڑہے گئے۔ پہر حکیم صاحب نے اسکو اپنے ہاتھ مین لیکر ملاحظہ فرما کر تسلیم کیا۔ اور پہلے انپر اپنا دستخط ثبت کرنا چاہا مگر پہر فرمایا کہ یہہ دوسرے کاغذ پر صاف ہو جائین گے تو اس پر دستخط کرونگا

اور یہ کہکر آپ مجلس سے کہڑے ہوگئے اور دوسری جگہہ کہانا کہا کر اپنے آقا راجہ صاحب کے پاس چلے گئے - ان کے بعد اکثر اراکان مجلس اپنے اپنے مکانات کو تشریف لیگئے صرف خاکسار اور جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب اور چند دیگر احباب تقریباً ایک گھنٹہ تک وہان ٹہیرے - اور ان اصول وسوالات وجوابات کی دو نقلین کرا کے اصل سے انکا مقابلہ کرتے رہے - اس کے بعد ہم بھی وہان سے مرخص ہوئے - اور ان دو نقلون مین سے ایک نقل پر خاکسار نے اپنے دستخط ثبت کرکے حکیم صاحب کا دستخط ثبت کرانے کی غرض سے اسکو حافظ جی کی سپرد کیا - اور یہہ کہدیا کہ جسوقت حکیم صاحب واپس آئین اور مباحثہ پورا کرنا چاہین اسوقت آپ ہم لوگون کو بہی طلب کرین -

تھوڑی دیر کے بعد حکیم صاحب اس مکان مین واپس آگئے تو آپنے اس صاف شدہ نقل کو ملاحظہ فرمایا - اور مطابق اصل پاکر اسپر دستخط کرنا چاہا - مگر بیان کیا جاتا ہے کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے انکو دستخط کرنیسے روک دیا - جسکی وجہ ہم عنقریب بیان کرین گے اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰے +

اس نقل مین حکیم صاحب نے اسقدر اضافہ کرنا چاہا کہ جواب نمبری (۱۸ یا ۱۹) مین کہین پر حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کو درج کیا جائے - جسکو حافظ صاحب نے منظور کرلیا - اور دوسرے دن کاغذ واپس دینے کے وقت اسکی تعمیل کے لئے مجہے مامور کیا - خاکسار اس وجہ سے جو حاشیہ (علہ) صفحہ (۲۹) مین عرض کرچکا ہے اسکو قبول نکرسکا -

اسدن بارہ بجے دن سے رات کے چار بجے تک حکیم صاحب لاہور مین رہے اور اپنے پیر کے بعض نئے حواریون کو (جنمین حافظ محمد یوسف صاحب و منشی الہٰی بخش صاحب شامل وحاضر تھے) حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی پر چڑہائے جانے اور ہڈی توڑی نہ جانیکے سبب سولی سے زندہ اُتر آنے اور پہر اپنی موت سے وفات پانیکا حال جیساکہ سر سید احمد خانصاحب کی تفسیر مین درج ہے سُناتے رہے - مگر خاکسار سے مباحثہ

کرنیکا حرف زبان پر نہ لائے۔ بلکہ باوجودیکہ میاں رجب الدین ومیاں محمد چھٹو صاحب نے انگوٹھیرا اگسایا اور مباحثہ پر آمادہ کیا مگر وہ اپنے کمان افسر حافظ محمد یوسف صاحب کی ماتحتی اور پیران کی غیر حاضری کے عذر سے اس مباحثہ سے جان بچاتے رہے۔ اور ادھر حافظ صاحب جو مباحثہ سے اُنکے جان بچانیکا ان کو شاید وعدہ دے چکے تھے کہین مفقود الخبر ہوگئے۔ اور مزید تفحص وتفتیش کے بعد منشی محمد بخش صاحب کے ان کے پاس پہنچنے پر رات کے بارہ بجے کے قریب وہ اس مکان مین آگئے۔

اس وقت حکیم صاحب نے حافظ صاحب اور دیگر حاضرین ومعتقدین سے یہہ عذر پیش کرکے کہ "جموّن مین ہمارا بہت جلد جانا ضروری ہے اور در صورت توقف مسلمانون کا حرج عظیم متصور ہے۔ رخصت کے خواستگار ہوئے۔ حاضرین مجلس پران کے اس عذر وتقریر کا ایسا اثر پڑا کہ انکو رخصت دینے کے سوا کچھ نہ سوجھا۔ پھر آپنے ایک شب کیلئے لودہانہ جانے۔ اور وہان سے اسباب اہلبیت کو لانے کی ضرورت کو ظاہر کیا۔ اور ۵ تاریخ کو پانچ بجے صبح کے لودہانہ کی طرف چل دیا۔

وہان جاکر آپ کو جموّن کا وہ ضروری کام بھول گیا۔ اور وہ عذر بھی آپکے خیال سے جاتا رہا۔ وہان آپنے ۱۸ اپریل تک قیام وآرام فرمایا۔ اور پھر ۱۹ اپریل کو لاہور پہنچکر جموّن کی طرف مُنہہ کیا۔

ہملوگ جو حکیم صاحب کے شبینہ مشورہ اور دیرینہ ارادہ سے واقف نہ تھے ۱۴ اپریل کو تمام دن آپکے منتظر رہے رات ہوئی تو انکی یاد آوری اور طلبی سے مایوس ہوکر اس امر پر آمادہ ہوگئے۔ کہ علی الصباح بلا طلب واجازت حکیم صاحب کے فرودگاہ پر دھاوا کرینگے اور بر طبق "تو ہان نہ مان مین تیرا مہمان" خود جاکر خواستگار اتمام مباحثہ ہونگے۔ یہہ سوچکر رات ہی کو رقعات اطلاعی وطلبی بنام شرکار مجلس تحریر کئے جو نماز صبح کے بعد

ان لوگون کے مطالعہ مین آئے ۔ ومنجملہ ان اصحاب واحباب جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب تو بعد نماز صبح اپنے مکان سے چل بھی پڑے تھے ۔ اور بعض دیگر احباب کے رقعات متضمن وعدہ شمولیت پہنچ گئے تو ایک مخبر صاحب یہ منحوس خبر لائے کہ حکیم صاحب تو

ع خرجت مع البازی علی سواد ۔ پر کاربند ہو کر کچھ رات رہتے یعنے ۵ بجے کے بعد لاہور کو چھوڑ گئے ۔ یہ سنکر ان حضرات حاضرین شراکت مجلس کی خدمات مین اور قاصد روانہ کئے جاوان کو اس تکلیف تشریف آوری سے روکین ۔

اسکے بعد جو کارروائی ہمنے کی اور طرف ثانی سے ہوئی اسکا بیان ہم پیچھے کرین گے اس سے پہلے ہم اس مباحثہ کے واقع ہونے ۔ اور اس واقعہ کے صحیح ہونے اور ان سوالات وجوابات کے حکیم صاحب اور خاکسار کے مابین دائر ہونے پر اس مجلس کے ارکان واعیان کی جن کے نام نامی صفحہ (۱۷) مین ہم درج کر چکے ہین شہادت پیش کرتے ہین

جسکی وجہ یہہ ہے کہ ہمارے راستباز مسیح اور انکے سچے حواری خاکسار سے حکیم صاحب کے مباحثہ کرنے کا انکار کر چکے اور یہہ فرما چکے کہ "آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تھا"[1] یعنے تو تو اس مجلس مین بطور وزیٹرون (تماشائیون) کے بلایا گیا تھا اور بات چیت جو ہوئی تھی سو حافظ محمد یوسف کی حکیم صاحب[1] مولوی عبد الرحمن صاحب سے ہوئی تھی ۔ تو کون ہے کہ بھولنگا کر[2] شہیدون مین داخل ہوتا ہے اور خود بخود مبارز ومباحث بن بیٹھا ہے ۔

ان تقریرات وبیانات صداقت آیات ان حضرات تقدس سمات سے (جو ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵ اپریل ۱۸۹۱ء مین شائع ومشتہر ہو چکے ہین) ممکن بلکہ بظن غالب مظنون ہے کہ اصلی حقیقت سے ناواقفون پر برا اثر ہو ۔ اور وہ ان بیانات پر اعتماد کر کے دعوے مباحثہ کو غلط سمجھین ۔ لہذا ضرورت ہوئی کہ حضار مجلس سے ایسے اعیان کی

(۱) یہ حضرت مسیح کا قول ہے آپکا خط نمبر (۸) مورخہ ۱۶ اپریل ملاحظہ ہو ۔ (۲) یہ آپکے حواری کہہ رہے ہین ۔ ضمیمہ سیالکوٹ گزٹ ۲۵ اپریل ملاحظہ ہو ۔

شہادت کو جنکی وجاہت اور صداقت مین ان حضرات کو جائے کلام نہو پیش کیا جائے۔
اسکے بعد جواب نمبری ۴۲ کا تتمہ درج کیا جائیگا۔
اسکے بعد عملی کارروائی فریقین کا بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے ۔

شہادت اعیان ارکان مجلس

جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور کی شہادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاکسار اس گفتگو مین جو ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ع کو منشی محمد امیر الدین صاحب کے مکان پر مابین جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کی ہوئی تہی اول سے آخر تک حاضر تہا۔ خاکسار کے سامنے یہہ سوال وجواب مرقوم الصدر مابین مولوی صاحب اور حکیم صاحب ممدوحین کے ہوئی۔ آخری تقریر نمبری ۴۲ کے بیان مین جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے اصول ممہدہ مین سے اصل نمبری ۸ - کا حوالہ دیا۔ اسپر خاکسار نے عرض کی کہ اس تمام تحریر پر جو ابتک ہوئی ہے فریقین کے دستخط ہو جانے مناسب ہین تاکہ حوالہ کے وقت کسیکو اپنے مسلمات سے اعتراض وانکار کی گنجایش نرہے خاکسار کی یہ گذارش متقبول ومنظور ہوئی۔ اسپر منشی محمد دین* صاحب نے جو یہہ سوال وجواب لکھتے جاتے تھے اول سے آخر تک تمام تقریر سنائی پہر جناب حکیم صاحب نے خود بھی اپنے ہاتھ مین لیکر اور اس تحریر کو پڑھکر فرمایا کہ اسکو صاف کر لینا چاہئیے مین دستخط کر دونگا۔ اب منشی محمد امیر الدین صاحب اور حافظ محمد یوسف صاحب نے کسیقدر اصرار کے ساتھ جناب حکیم صاحب کو مجلس سے اُٹھا لیا

* یہ سعادتمند نوجوان علیگڈہ کالج کی بی اے کلاس کے طالب علم ہین۔ اور لاہور کے باشندہ اور ہمارے عزیز تلمیذ ہین۔ اوصلہ اللہ الی ماتیمناہ

اور حکیم صاحب ان کی ہمراہ کہین تشریف لے گئے حکیم صاحب کے تشریف لیجانے کی بعد بہت سے اصحاب جن مین خاکسار بھی تہا تقریبًا ایک گھنٹہ یا اس سے کیقدر زائد دیر تک اس مجلس مین حاضر رہے جب اس اثنا مین حکیم صاحب واپس تشریف نہ لائے تو خاکسار جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سے رخصت ہوکر اور یہ عرض کر کے چلا آیا کہ پہر گفتگو کے وقت سے آپ مجھے اطلاع دیجئے گا مین انشاءالله حاضر ہوجاؤنگا۔ چنانچہ مین اس روز تمام دن منتظر رہا۔ ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء کو صبح کے وقت مولوی صاحب ممدوح کی طرف سے ایک رقعہ اس مضمون کا خاکسار کے پاس آیا کہ حکیم صاحب نے تو مباحثہ کے لئے ہنین بلایا مگر ہم چاہتے ہین کہ خود وہان جائین اور ان سے مباحثہ پورا کرنے کی درخواست کرین لہذا آپ تشریف لے آوین حسب وعدہ آپ کو مطلع کیا گیا۔ چنانچہ خاکسار یہ رقعہ دیکھنے کی بعد مکان سے چلا۔ اثناے راہ مین مولوی صاحب ممدوح کا ایک اور آدمی ملا جس نے مولوی صاحب کیطرف سے بیان کیا کہ اب آپ تکلیف نکرین۔ حکیم صاحب رات کے پانچ لودہانہ چلے گئے۔ یہ پیام سُنکر خاکسار راستہ سے واپس چلا آیا

العبد۔ محمد عبدالله عفی الله عنہ۔ اول مدرس عربی اورنٹیل کالج لاہور

جناب خان بہادر فقیر سید جمال الدین صاحب رئیس و آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور کی شہادت

جب راقم وہان گیا تو اس وقت حکیم صاحب اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے مابین سوال وجواب ہورہے تھے۔ اور راقم کے سامنے اخیر مین یہ سوالات وجوابات پڑہے گئے تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ صاف ہوجاوین تو پہر دستخط کرونگا۔ پہر حکیم صاحب کسی ضرورت کے واسطے تشریف لے گئے۔

راقم۔ فقیر جمال الدین عفی عنہ۔

جناب اخی مکرمی شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت خفیفہ لاہور کی شہادت

۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو مین مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی اور فقیر جمال الدین صاحب کے بعد اس مجلس مین گیا تھا نہ اس خیال سے کہ مین مناظرہ مین شامل ہون بلکہ مناظرہ کا مجکو علم بھی نہ تہا مین وہان مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ کسی جگہہ جانے کے لئے کسی اور معاملہ دنیاوی کیخاطر گیا تھا کہ وہ وقت مولوی نورالدین صاحب نے میرے ساتھ کہین جانے کیلئے مقرر کیا ہوا تہا۔ بہرحال مین نے گفتگو مابین مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی نورالدین صاحب ہوتی سنی آخر کار تنگی وقت کے سبب مولوی نورالدین کو بعض انکے احباب نے اٹھا لیا اور گفتگو مذہبی کے واسطے آئندہ کیلئے التوا کرنا پڑا۔

پہر ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء کو لودھانہ سے میرے نام خط مولوی نورالدین صاحب کا آیا جسکا مضمون یہ تہا کہ مولوی محمد حسین صاحب کی خبر تار برقی لودھانہ مین بنام مرزا غلام احمد صاحب پہنچی ہے کہ مولوی نورالدین صاحب جو بحث شروع کر کے بہاگ گیا ہے اسکو واپس کرو ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے۔ مولوی نورالدین نے مجکو لکہا کہ عام جلسہ کا انتظام ہو تو مع مرزا صاحب کے لاہور وہ پہنچین اور مجکو نیز ایما رتہا کہ مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت مین عرض کیجاوے کہ ۱۴ اپریل کو قریب ۱۰ بجے دن کے جو انکو یکبخت جانا پڑا کیسا ضروری امر تہا میری راے مین ۱۰ بجے جو مولوی نورالدین نے گفتگو ختم کی اسمین ضرورت واقعی تہی۔ بعد وصول رقعہ مولوی نورالدین کے منشی عبدالحق صاحب کے ساتھ بخدمت مولوی محمد حسین صاحب چپراسی روانہ کیا اور عبدالحق صاحب نے بخدمت مولوی محمد حسین صاحب خط مرزا غلام احمد صاحب کا پیش کیا۔ آخر ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء کو منشی عبدالحق صاحب نے مجکو لکہا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے بجواب خط مرزا صاحب لکہدیا ہے[۱] کہ بعد مطالعہ کتاب ازالہ اوہام بحث کیواسطے تاریخ مقرر کرینگے۔ الغرض ۱۰ بجے تک ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو گفتگو ہر دو

؎۱ یہ ہمارے پرانے دوست منشی عبدالحق صاحب نے غلط لکھا ہے۔ مین نے جو لکہا تھا وہ عنقریب خط نمبری (۲۰۰) مین منقول ہوگی۔

صاحبان کی ہوتی ہین نے سنی - آخر کار سوالات و جوابات میرے سامنے بمواجہ ہر دو فریق پڑہے گئے اور انکو صحیح مانا گیا - مگر مولوی نورالدین صاحب نے کہا کہ بعد صفائی کے دستخط کرین گے -:-

یکم مئی - احقر خدا بخش -

عزیزم مولوی عبدالعزیز صاحب ملازم سررشتہ تعلیم و رکن انجمن حمایت اسلام کی شہادت

مین اس جلسے مین اول سے آخر تک موجود تہا اور جسقدر واقعہ مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی نے تحریر فرمایا ہے میرا اس کے ساتھ کلی اتفاق ہے

عبدالعزیز - ۲ - مئی ۱۸۹۱ء

صادق القول حضرت مسیح اور انکے راستباز حواری - ان شہادات کو عبرت سے پڑہین اور تہوڑی دیر کے لئے اپنے اپنے گریبانون مین منہہ ڈالین - پہر خوف آخرت و ننگ دنیا کو پیش نظر رکہکر انصاف سے کہین کہ اس واقعہ کے بیان مین کون سچا ہے اور کون جہوٹا -

ان شہادتون کو وہ صادق اور کافی نہ سمجہین تو ان اعیان سے یا ان کے برابر صادق القول اور وجیہہ اشخاص کی شہادت سے یہ ثابت کرین کہ یہ مباحثہ حافظ محمد یوسف صاحب اور حکیم صاحب یا مولوی عبدالرحمن صاحب کے مابین ہوا تہا - اور ان سوالات و جوابات کا سلسلہ انہی حضرات مین جاری تھا - ابوسعید محمد حسین ایک گوشہ مین وزیٹرون کی لائن مین چپ چاپ بیٹھا تھا -

ایسے اعیان انکو شہادت کے لئے میسر نہ آئین تو اپنی ہی حامیون اور تسلی یافتہ حواریون مین سے جن کے نام ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵ - اپریل مین مشتہر کر چکے ہین تین

اشخاص حافظ محمد یوسف صاحب منشی الٰہی بخش صاحب منشی عبدالحق صاحب سے اس مضمون کی شہادت دلوادین مگیان کی شہادت ہم حلف سے لین گے اور خاص مجلس مین جن الفاظ سے چاہین گے یہ مضمون کہلوائین گے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات مین ایسے لوگ بہی ہین جو فقرہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" پر عمل کرکے تاویل و توریہ کے ساتھ تہوڑا سا جہوٹھ بولنا بہی جائز سمجھتے ہین۔ ہم اُن سے ایسے الفاظ سے حلفی شہادت لین گے جنہین وہ تاویل و توریہ نکر سکین گے۔ اور پہلے انکو یہ مسئلہ سمجھا دین گے کہ حلف مین توریہ جائز نہین ہے وہ دوسرے کی نیت پر واقع ہوتی ہے ÷

تتمۂ جواب نمبری ۲۱

(اس جواب کے شروع (ایک سطر) کا اعادہ کرکے جواب پورا کیا جاتا ہے)

آٹہوین اصل (یا محاورہ عام کے مطابق اصول) مین۔ آپ (حکیم صاحب) تسلیم کرچکے ہین کہ احادیث و قرآن کے اصلی معنے (یعنے حقیقی) بلا دلیل قوی ترک کرنا اور اس کے مجازی معنے بلا وجہ قوی مراد لینا جائز نہین ہے۔ اور امید ہے کہ صحابہ کو آپ اس قاعدہ سے ناواقف یا دیدہ و دانستہ اسکے مخالف قرار دین گے کیونکہ وہ لوگ سب سے اور اسوقت کے تمام لوگون سے افقہ و اورع تھے اور محاورات عرب اور خطابات اہل العجم والعرب سے بخوبی واقف تھے۔ اور اصول صحیحہ کے پابند۔

اور جواب نمبری ۲۳ مین۔ آپ تسلیم کرچکے ہین۔ کہ یہ لفظ (مسیح یا ابن مریم) جب احادیث مین آیا تو صحابہ نے اس سے حضرت عیسے نبی اللہ کو مراد سمجھا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس لفظ کے اصلی معنے یہی (عیسے نبی اللہ) ہین۔ یہ معنی اصلی نہوتے تو قرآن مین اس لفظ سے یہ مراد نہ سمجھتے۔

ان دونون مقدمات مسلمہ جناب کو ملانے سے صاف اور قطعی
نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لفظ حدیث مین وارد ہوا تو وہان بھی صحابہ نے اس لفظ سے
حضرت عیسی نبی اللہ کو مراد سمجھا۔ خصوصًا ایسی حالت مین کہ ان (صحابہ) سے اس کے
برخلاف اس لفظ سے مثیل مسیح یا اور معنے مجازی مراد سمجھنا اب تک ثابت نہین ہوا۔
جسکا آپنے بھی جواب نمبری ۲۳ مین اعتراف کر لیا ہے۔ اس قطعی نتیجہ کے ابطال
و مقابلہ مین اگر آپ یہہ کہین کہ قرآن مین اس لفظ کے نازل ہونے کے وقت
تو اسکے اصلی معنے حضرت عیسی نبی اللہ تھے۔ مگر حدیث مین اس لفظ کے استعمال
کئے جانے کے وقت وہ معنی اصلی نہ رہے۔ یا یہہ کہین کہ آنحضرت کے اصحاب
اصلی معنے کو بلا وجہ ترک کرنے کے عدم جواز سے واقف نہ تھے۔ یا وہ باوجود واقفیت
اس قاعدہ صحیحہ کے پابند نہ تھے۔ تو آپ کی بات کا کوئی جواب نہین ہے
انیست جوابت کہ جوابت ندہم ٭

(لطیفہ اعتراضیہ)

جواب نمبری (۲۱ و ۲۲) مین تو حکیم صاحب نے مسیح ابن مریم کے لفظ کا قرآن مین وارد ہونا تسلیم
کر لیا تھا۔ مگر آپنے پرائیویٹ جلسون مین جنمین آپ نئے حواریون کو حضرت مسیح
علیہ السلام کا سولی دیا جانا۔ اور پھر اپنی موت سے فوت ہو جانا تلقین فرماتے رہے
تھے۔ اس لفظ کے قرآن مین وارد ہونے سے انکار کیا تھا۔ اور صاف فرما دیا کہ مولوی
صاحب (خاکسار کو کہتے ہین) سخت غلطی کرتے ہین کہ بار بار اس لفظ کے قرآن مین وارد ہونے
پر زور دے رہے ہین۔
آپکے اس انکار کو ان حواریون نے مان لیا۔ اور ایک مولوی حافظ بھی (
عقل و فہم کا بھی حافظ ہے) آپ کے اس انکار کا مصدق ہوا۔ دوسرے دن ا

تذکرہ خاکسار کے پاس میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب نے کیا تو خاکسار نے اُسیوقت قرآن سے ایسی آیات کا نشان دیا جنمین یہ لفظ وار د ہے۔ پہر مجمع عام و غط جمعہ مین اُن آیات* قرآنیہ کو پڑہکر سُنا دیا۔ ہمکو ان حواریون کے زود اعتقادی پر افسوس نہین ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قرآن سے ماہر نہین۔ اور بعضے تو بالکل ان پڑہ ہین جو قرآن کا ایک حرف پڑہ نہین سکتے۔ افسوس ہے تو حکیم صاحب پر ہے جنہون نے اس انکار مین غضب ڈہایا۔ اسمین آپنے دیدہ و دانستہ نئے حواریون کو دہوکہ دیا تو محل افسوس ہے اور اگر یہ انکار ناواقفی پر مبنی ہے تو پہر آپکا دعوے قرآن دانی محل تعجب ہے۔ اور یہ آپکے اس دعوی الہام تبیین (تبنین لک) جسکو آپ لودہانہ کے ایک مولوی صاحب ظاہر کر چکے ہین) کو غلط قرا

دجال کے متعلق جو آپنے جواب دیا ہے۔ اسمین آپنے دجل سے جو دجال کا مادہ (روٹ) ہے۔ خوب ہی کام لیا اور حق و باطل کو خلط ملط کر دیا ہے ٭

جواب نمبری (۲۱) مین آپنے اس لفظ کی مراد مین اختلاف ظاہر کیا ہے اور اس اختلاف کے ایک شق کو کہ حضرت عمر ابن صیاد کو دجال کہتے اور اسپر قسم کہاتے تہے بیان کیا۔ پہر جب سوال نمبری (۲۲) مین دوسرے شق اختلاف کے بیان کا آپسے مطالبہ ہوا تو آپنے یہہ کہدیا کہ مجہے یاد نہین کہ سواے ابن صیاد کسیکو دجال کہا گیا ہو۔ اس سے آپنے یہہ جتایا کہ دجال سے صرف ابن صیاد بالاتفاق مراد ہے۔ اور ہمارے یاد مین اس مراد کا کوئی مخالف نہین۔ ان جوابات مین آپنے کئی وجہ سے دجل (حق باطل

* قرآن مجید مین کئی جگہہ لفظ المسیح[1] عیسے[2] ابن مریم[3] وارد ہے (دیکھو آل عمران ع ۵ - النساء ع ۲۲ - وغیرہ)۔
" کئی جگہہ لفظ المسیح[1] ابن مریم[3] - (دیکھو مائدہ ع ۳ و ۱۰ - التوبہ ع ۵ - وغیرہ)۔
" کئی جگہہ لفظ عیسی[2] ابن مریم[3] ہے (دیکھو بقرہ ع ۱۱ - مائدہ ع ۱۱ - سورہ مریم ع ۲ - وغیرہ)
" کئی جگہہ صرف ابن مریم[3] ہے (دیکھو زخرف ع ۶ - المومنون ع ۳ وغیرہ)۔
ان مقامات کے دیکہکر وہ مولوی حافظ جنہون نے حکیم صاحب کے انکار کی تصدیق کی تہی شرمندہ نہ ہون تو تعجب ہے۔

کا خلط) اختیار کیا

وجہ اول یہ کہ حضرت عمر فاروق کا ابن* صیاد کو دجال کہنا یہی معنے نہین رکھتا کہ وہ آپ کے نزدیک دجال موعود تہا۔ کیونکہ جائز نہین کہ آپ نے اسکو منجملہ اُن تیس دجالون کے جن کی پیدا ہونے کی خبر حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین (جو حاشیہ مین منقول ہے) آئی ہے شمار کیا ہو۔ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین بعض علما سے نقل کیا ہے کہ شاید حضرت عمر کے اس قول سے یہہ مراد ہو کہ ابن صیاد ان دجالون مین سے ہے جو نبوت کا دعوے کرین گے۔ اور لوگون کو بہکاوین گے۔ اور ان کے دین کو گڈمڈ کردین گے۔ (چنانچہ ہمارے زمانہ مین ایسے لوگ بہت نظر آرہے ہین) نہ یہہ کہ وہ مسیح دجال موعود ہے"۔

عن ابی ہریرۃ عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ (مسلم صـ۳۹۷)

قیل لعل عمر اراد بذلک ان ابن الصیاد من الدجالین الذین یخرجون فیدعون النبوۃ اویضلون الناس و یلبسون الامر علیھم لا انہ المسیح الدجال (مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ صـ۴۷۹)

اس وجہ سے معاملہ دجال و ابن صیاد کے متعلق آپ کا ایک مغالطہ ثابت ہوا

وجہ دوم یہ کہ فرض کیا اور مان لیا کہ حضرت عمر کا یہی خیال تھا کہ ابن صیاد

* ابن صیاد مدینہ کا یہودی تہا۔ آنحضرت صلعم کے وقت مین اُس نے نبوت کا دعوے کیا تہا۔ اور اس مین بعض ایسی عجیب باتین موجود تہین جو دجال مین ہونگی۔ پہر وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے حج بہی کیا۔ اسکے مسلمان یا دجال ہونے مین صحابہ کا اختلاف رہا۔ (جسکا بیان 3 سوم مین ہوگا) اور اسکی عجیب باتون کا بیان ریویو مین ہوگا۔ انشاءاللہ تعالے منہ

وہی دجال موعود تہا۔ مگر جب اُس فرضی خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو روک دیا۔ اور صاف فرما دیا (چنانچہ بخاری و مسلم مین آیا ہے) کہ (اے فاروق) یہ (ابن صیاد) وہی (دجال موعود) ہے۔ تو تجہے اسکے قتل پر تسلط نہوگا کیونکہ اسکا قاتل حضرت عیسی بن مریم ہوگا۔ اور اگر یہہ اور دجال ہے تو اُسکا قتل کرنا اچہا نہین ہے کیونکہ یہہ ذمی (عہدی) ہے جنکا قتل کرنا جائز نہین تو پہر کیونکر ممکن تہا کہ حضرت عمر کا وہ فرضی خیال قائم رہتا۔؟ کیا یہ امر ممکن۔ اور بلحاظ

فقال عمر بن الخطاب ذرني يارسول الله اضرب عنقه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يكنه فلن تسلط عليه وان لم يكنه فلا خير لك في قتله (مسلم ص ۳۹۸)

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يكن هو فلست صاحبه انما صاحبه عيسى بن مريم والا يكن هو فليس لك ان تقتل رجلا من اهل العهد (مشكوة ص ۴۷۹)

کمال حضرت عمر کے اتباع و اتقاء مین جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دجال موعود کی نسبت یہ خبر دین کہ وہ حضرت عیسے بن مریم کے ہاتھ سے قتل کیا جائیگا۔ اور پہر حضرت عمر اسی کو دجال موعود سمجہین۔ ہرگز نہین۔

آپنے قول فاروقی کے یہ معنے جتاکر اور اسکے مخالف قول نبوی سے چشم پوشی کر مسلمانون کو سخت دہوکا دیا ہے۔ اور اسمین دجل سے خوب کام لیا ہے۔

وجہ سوم۔ سلف صحابہ مین جو اختلاف تہا۔ وہ ابن صیاد کے باب مین تہا۔ کہ آیا وہ دجال ہے یا نہین نہ دجال موعود کے باب مین (جسکی علامات وخواص صحیح حدیثون مین یہ آئے ہین کہ وہ مردہ کو زندہ کرے گا (۲) اسکے ساتھ دوزخ و بہشت ہوگا۔ (۳) اسکی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر۔ یعنے کافر مکتوب ہوگا۔ (۴) وہ حضرت عیسے علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا وغیرہ وغیرہ۔ (جن کی تشریح یہ پیو ہین

ہوگی) کہ آیا وہ بجز ابن صیاد کوئی اور شخص ہے یا نہین۔ امام نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ امام ابوسلیمان خطابی نے فرمایا کہ ابن صیاد کے باب مین جب وہ بڑا ہو سلف

قال الخطابي واختلف السلف في امره بعد كبره فروي عنه انه تاب من ذلك القول ومات بالمدينة وانهم لما ارادوا الصلوة عليه كشفوا عن وجهه حتى راه الناس وقيل لهم اشهدوا وقال وكان ابن عمر وجابر فيما روي عنهما يحلفان ان ابن صياد هو الدجال لا يشكان فيه فقيل لجابر انه اسلم فقال وان اسلم فقيل انه دخل مكة وكان في المدينة فقال وان دخل (مسلم ص۳۹۷)

کا اختلاف ہے ایک یہہ روایت ہے کہ وہ اپنے کفریات سے تائب و مسلمان ہوا اور مدینہ مین فوت ہوا۔ اور اسکی نماز جنازہ پڑہی گئی تو اسکا مونہہ کہولکر لوگون کو دکہایا گیا اور ابن عمر و جابر قسم کہا کر فرماتے ہین کہ ابن صیاد دجال ہے۔"

اور یہ اختلاف صحابہ یا تابعین کا ہمنے کہین نہین دیکہا کہ دجال جس کے خواص و علامات مذکورہ حدیث مین آئی ہین وہ بجز ابن صیاد کوئی نہین ہے۔

حکیم صاحب نے اس (اول) اختلاف کو یہ (دوم) اختلاف قرار دیا اور دجل اختیار کرکے مسلمانونکو دہوکے مین ڈالا۔ آپ سچے ہین تو کم سے کم ایک صحابی یا ایک تابعی سے نقل صحیح یہ ثابت کر دکہایئے۔ کہ ابن صیاد کے سوا کوئی دجال نہین جسمین علامات مذکورہ کتب حدیث پائی جائینگی۔ حضرت عمرؓ و ابن عمر و جابر کے اقوال کو اپنے خیال کی تائید مین پیش کرین گے۔ تو سخت پچہتائین گے۔ اُن سے آپ یہہ نفی ثابت نکر سکینگے۔

بالجملہ دجال کے متعلق جو کچہہ آپنے کہا ہے اسمین دجل سے پورا کام لیا ہے اور حق کو باطل سے ملا دیا ہے اور حق یہ ہے کہ دجال موعود اور اسکی صفات موجودہ کتب حدیث کسی اختلاف کا محل نہین گو بعض صحابہ نے دجال کی بعض صفات کا محل ابن صیاد

کو بہی بنایا۔ اور اسکو منجملہ دجاجلہ شمار کیا ہے۔

مباحثہ سے پچہلی کارروائی

حکیم صاحب مباحثہ چہوڑکر لودہانہ چلے گئے تو خاکسار نے دوسرے دن اسپر اطلاع پاکر حافظ محمد یوسف صاحب اور میان رجب الدین صاحب کو بلایا اور اُن سے سبب تشریف بری حکیم صاحب دریافت کیا۔

حافظ صاحب نے بیان کیا کہ حکیم صاحب کو جمون مین جلد جانا ضروری تہا۔ وہ جلد نہ جلتے تو مسلمانون کا سخت حرج ہوتا۔ اس لئے ہمنے اُن کو مرخص کیا۔ اور کہا کہ کاغذ اصول و جوابات پر حکیم صاحب نے دستخط کرنا چاہا تھا۔ ولیکن ہمنے انکو دستخط کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ حکیم صاحب تو یہ بہی خوف کرتے تہے کہ اگر مین بلا اتمام مباحثہ چلا جاؤنگا۔ تو مولوی جی (ابوسعید محمد حسین) کہین گے کہ وہ شخص بہاگ گیا مگر ہمنے اس خوف سے انکو مطمئن کردیا۔ اور یہہ کہدیا ہے کہ جو الزام وہ آپ پر لگائینگے وہ ہم اپنے ذمہ لین گے۔ آپ اس الزام سے بری سمجہے جائین گے۔

پہر حافظ صاحب نے اپنے بیان کی تصدیق میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب سے کہ وہ بہی ان کے ساتھ آئے تہے کرادی۔ اور خاکسار سے یہہ درخواست کی کہ آپ حکیم صاحب کی اس کارروائی پر جو کہنا چاہتے ہین ہمکو کہین۔ حکیم صاحب پر کوئی الزام عائد نکرین۔

مین نے اسکے جواب مین حافظ جی سے کہا کہ آپ جو کہتے ہین اور جو آئندہ کرنا چاہتے ہین وہ صرف آپ کی دوست پروری اور پردہ پوشی ہے۔ آپنے جب حکیم صاحب کو دیکہا کہ وہ ان اصول و جوابات کے تسلیم سے بے دست و پا ہوگئے ہین۔ لہذا اب وہ مباحثہ کے لئے مجلس مین آئین گے تو الزام کہائین گے۔ اور خفت اٹہائین گے

تو یہ امر آپ پر نہایت شاق گذرا اور دوستی کے اور حکیم صاحب اس مروت کے کہ وہ آپ کے کہنے سے مباحثہ کے لئے مستعد ہوئے مخالف معلوم ہوا۔ لہذا آپنے اس کاغذ پر انکا دستخط ہونے دیا۔ اور انکو یہہ وعدہ دیکر کہ ہزیمت کا الزام ہم اپنے ذمہ لے لین گے۔ اُن کو بہاگ جانیکا مشورہ دیا۔ مگر آپ کی اس کارروائی سے حکیم صاحب الزام ہزیمت سے بری نہین ہو سکتے اگرچہ وہ آپ ہی کے کہنے سے خاکسار کے مخاطب و مناظر ہوئے تھے۔ مگر آخر مخاطب ہوئے اور مناظر بن گئے۔ لہذا اُن کا فرض تہا کہ وہ جاتے ہوئے خاکسار سے اجازت لیتے۔ یا کم از کم یہہ اطلاع دیتے کہ ہمنے صرف حافظ جی کے کہنے سے آپ سے مناظرہ شروع کیا تہا۔ اب ہم حافظ جی کے حکم یا اجازت سے اس مناظرہ کو موقوف کر کے لودہانہ جاتے ہین۔ اُنہون نے اپنا یہہ فرض ادا نہین کیا۔ تو ہم اُنکا تعاقب نچہوڑین گے۔ اور اُن کے نام تار دیکر انکو اتمام مباحثہ کے لئے بلائین گے۔ جسپر ہمنے ۱۵ اپریل کو ۱۱ بجے دن کے مرزا غلام احمد کے نام مضمون کا ٹیلیگرام (تار خبر) دیا۔

۱۵- اپریل ۱۸۹۱ء ۶

"تمہارے ڈیسائپل (حواری) نورالدین نے مباحثہ شروع کیا اور بہاگ گیا۔ اُسکو واپس کرین یا خود آوین ورنہ یہہ متصور ہو گا کہ آپنے شکست کہائی "۔

اس تار کی جواب مین ہمارے مقدس اور شیر بہادر مناظر مرزا صاحب سے یہ نہو سکا کہ فوراً تار کے ذریعہ مجلس مناظرہ مین حاضر ہو جانیکا وعدہ دیتے۔ بلکہ دوسرے دن ۱۶ اپریل کو ۲ بجے کی ٹرین مین ایک آدمی کے ہاتھ اس تار کے جواب مین اپنا خط ذیل روانہ کیا جو ۱۷ اپریل کو ہمکو ملا۔ اس خط مین پچہلے مباحثہ کو آپنے کالعدم یکین (گویا کہ وہ ہوا ہی نہ تہا۔) ٹہیرایا۔ اور نئے مباحثہ کے لئے ایسی فاسد شرائط کو پیش کیا۔ جن سے مناظرہ کا وجود مین آنا محال تھا۔ اُن شروط کو گویا انہون نے سپر بنایا۔ اور ان کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اور اپنے حواری کو مباحثہ سے بچا لیا۔ وہ خط یہہ ہے:-

۱۶- اپریل ۱۸۹۱ء لودہانہ اقبال گنج

نمبر ۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ - از عاید باللہ الصمد غلام احمد - عافاہ اللّٰہُ وَایَّدَ - بخدمت اخویم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا تار جسمین یہ لکہا تہا کہ تمہارے وکیل بہاگ گئے - انکو لوٹاؤ - یا آپ آؤ - ورنہ شکست یافتہ سمجہے جاؤ گے - پہنچا - اے عزیز[ع] شکست اور فتح خدا تعالےٰ کے ہاتھ مین ہے - جسکو چاہتا ہے فتحمند کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے شکست دیتا ہے - کون جانتا ہے کہ واقعی طور پر فتحمند کون ہونے والا ہے اور شکست کہانے والا کون ہے جو آسمان پر قرار پا گیا ہے - وہی زمین پر ہو گا گو دیر سے سہی - لیکن اس عاجز کو تعجب ہے کہ آپنے کیونکر یہہ گمان کر لیا کہ حبّی فی اللہ - مولوی حکیم نور الدین صاحب آپ سے بہاگ کر چلے آئے - آپنے انکو کب[۱] بلایا تھا کہ تا وہ آپ سے اجازت مانگ کر آتے - اصل بات تو اسقدر تہی کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے مولوی صاحب ممدوح کی خدمت مین خط لکہا تہا - کہ مولوی عبد الرحمن اسجگہہ آئے ہوئے ہین ہمنے[۲] اُن کو دو تین روز کے لئے ٹھیر الیا ہے - تا اُن کے روبرو[۳] ہم بعض شبہات اپنے آپسے دور کرا لین اور یہ بھی لکہا کہ ہم اس مجلس مین مولوی محمد حسین صاحب کو بہی بلا لین[۴] گے - چنانچہ مولوی

[۱] وہ بے بلائے آئے مگر حافظ جی کے کہنے سے مناظرہ مین پہنس گئے - کیا پہر انپر واجب نہ تہا کہ وہ مجھ سے اجازت لیتے یا کم سے کم اطلاع دیتے کہ مین جاتا ہون -

[۲] محض خلاف واقع ہے - مولوی عبد الرحمن صاحب کو ہمنے ٹہیرایا - بلکہ حافظ جی کا لاہور مین سہر نا بہی نہ تہا - وہ تو اُسدن گئے جسدن حکیم صاحب آئے تہے -

[۳] محض بناوٹ ہے نہ حافظ جی نے مولوی عبد الرحمن صاحب کے سامنے حکیم صاحب کی خدمت مین کوئی شبہ پیش کیا اور نہ انہون نے دور کیا سچے ہو تو بتاؤ کہ کیا وہ شبہ تہا جو پیش کیا اور حل ہوا -

[۴] یہانتک یہ بات ہے کہ آپ بہول گئے کہ مرزا نظارہ کیلیے تمکو بلایا تہا مرزا صرف ناظرین مین تہا کہ گفتگو کرنیوالا کون تہا - تم اور ایمانی کہینگا

[ع] یہان تو یہہ منکسرانہ اظہار اور آپنے خصوم کے مقابلہ مین جابجا اپنی فتحمندی کی امیدون کا اشتہار ہے - آپکے اشتہارات دیکھ ملاحظہ ہون -

صاحب موصوف حافظ صاحب کے اصرار کی وجہ سے لاہور مین پہونچے - اور منشی امیر الدین
صاحب کے مکان پر اُترے اور اس تقریب پر حافظ صاحب نے اپنی طرف سے آپکو بھی بلا لیا -
تب مولوی عبد الرحمن صاحب تو عین تذکرہ مین اُٹھکر چلے گئے اور جن صاحبون نے
آپ کو بُلایا تہا اُنہون نے مولوی صاحب کے آگے بیان کیا کہ ہمین مولوی محمد حسین صاحب
کا طریق بحث پسند نہین آیا - یہ سلسلہ تو دو برس تک بہی ختم نہین ہوگا - آپ خود ہمارے
سوالات کا جواب دیجئے - ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنے کی ضرورت نہین دیکھتے -
اور نہ انہون نے آپکو بلایا ہے - تب جو کچہہ ان لوگون نے پوچہا مولوی صاحب موصوف

۱؎ میرا تو بقول آپکے درمیان قدم ہی نہ تہا اور نہ مین نے مباحثہ کیا پہر میری کونسی بحث کا طریق ناپسند ہوا - یہ بات کہتے ہوئے آپ نفی مباحثہ کو بہول گئے ہو سچ ہے - دروغ گورا حافظہ نباشد ۰۰

۲؎ محض دروغ بے فروغ ہے نہ حافظ جی نے مولوی عبد الرحمن صاحب کے سامنے یا اُن کے پیچہے حکیم صاحب سے کوئی شبہ حل کرایا نہ اسکا شکریہ ادا کیا اور نہ آواز بلند یا آہستہ سے یہ کہا کہ میری تو من کل الوجوہ تسلی ہوگئی ہے - اب میرے دل مین کوئی شبہ و اعتراض باقی نہین ہے - جسوقت آپ مسیح کے سولی پر چڑہائے جانے اور موت سے وفات پانے کے دلائل نئے حواریون کو سنا رہے تہے اُسوقت تو حافظ جی وہان موجود ہی نہ تہے پہر وہ انکے ختم ہونے پر مصدق کیونکر ہوئے - ہان حافظ جی کے آنے پر جب وہ معہ منشی الٰہی بخش صاحب ۱۲ بجے رات کے قریب آئے تہے آپنے وہ تقریر نقل کی تہی جو درباب عدم ثبوت قتل مسیح کے ریل گاڑی مین ایک انگریز کے ساتھ آپ کی ہوئی تہی وہ تقریر سنکر بہی حافظ صاحب و منشی الٰہی بخش صاحب وغیرہ حاضرین بجز ایک شخص کے خاموش رہے نہ اسکے مصدق ہوئے نہ مکذب - شکریہ کجا و آواز بلند کجا - آپ اپنے بیان مین سچے ہین تو حافظ جی و منشی الٰہی بخش و منشی عبد الحق سے اسکی تصدیق کرا دین - مگر یہہ یاد رکہین کہ ہم بہی انہی حضرات مین سے بعض کی تحریری شہادت اپنے بیان کی مصدق حاصل کر چکے ہین ایسا نہو کہ مقدس صوفیون کی آستین جنگ ہو -

نے بخوبی ان کی تسلی کر دی - یہان تک کہ تقریر ختم ہونیکے بعد حافظ محمد یوسف صاحب[۱] نے بانشراح صدر آواز بلند سے کہا کہ اے حاضرین میری تو من کل الوجوہ تسلی ہو گئی اور میرے دلمین نہ کوئی شبہہ اور نہ کوئی اعتراض باقی ہے - پہر بعد اسکے یہی تقریر منشی

(تتمہ حاشیہ صفحہ (۴۸))

وہ حضرات اگر باہم مصالحت کرلین گے اور بحکم "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" اپنے بیان سابق کے برخلاف کذب پر آمادہ ہو کر آپکے بیان کی تصدیق پر متفق ہو جاینگے تو ہم ان تینون کا علیحدہ علیحدہ حلفی اظہار لین گے - اور ان کی اختلاف بیانی سے (جو دروغگوی کے لئے لازمی امر ہے) اُن کی ناراستی ثابت کرین گے - انشاء اللہ تعالے

اس بیان مین جو آپنے ان لوگون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنیکی ضرورت نہین دیکہتے" - یہ صاف مشعر ہے کہ خاکسار کا دوبارہ آنا قرار پا چکا اور اس سے پیشتر ضروری تسلیم کیا گیا تہا - وہ ضروری نہ مانا جاتا تو اسکی ضرورت کی نفی کی ضرورت نہ پڑتی - اس سے آپ کی اور آپکے حواریون کی ان باتون کا کہ "آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تہا - اور تم ناحق لہو لگا کر شہیدون مین داخل ہوتے ہو وغیرہ وغیرہ" جو صفحہ ۴۳ مین منقول ہین دروغ ہونا ثابت ہے -

اس مکالمہ و مباحثہ مین میرا دخل نہ تہا تو پہر اُنکو میرے آنیکا انتظار کیون رہا اور پہر اس کے ضرورت کی نفی کی ضرورت کیون ہوئی -

[۱] محض دروغ بیفروغ ہے اور حافظ جی اور منشی الٰہی بخش وغیرہ اسوقت یہہ بات نہ بانشراح صدر زبان پر لائے نہ بانقباض خاطرانہ آواز بلند سے نہ آہستہ - بلکہ اس مجلس مین بجز ایک شخص کے جسکی تصدیق بقول صائب (صاحب دوے چیز مے شکند قدر شعر را ؛ تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس) تکذیب کے برابر ہے کسینے لب نہین ہلایا - اگر آپ سچے ہین تو ان تین اشخاص سے جنکا ذکر (صفحہ ۴۸) مین ہوا ہے حلفی اظہار دلوادین ؛

عبد الحق صاحب و منشی الٰہی بخش صاحب و منشی امیر دین صاحب اور مرزا امان اللہ صاحب نے کی۔ اور بہت خوش ہو کر ان سب نے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا اور تہ دل سے قائل ہو گئے کہ اب کوئی شک باقی نہین اور مولوی صاحب کو یہہ کہکر رخصت کیا کہ ہمنے محض اپنی تسلّی کرانے کے لئے آپ کو تکلیف دی تہی سو ہماری بکلّی تسلّی ہو گئی۔ آپ بلا حرج تشریف لیجایئے سو اُنہون نے ہی بُلایا اور اُنہون نے ہی رخصت کیا۔ آپ کا تو درمیان ۵۱ قدم ہی نہ تہا۔ پہر آپ کا یہہ جوش جو تار کے فقرات سے ظاہر ہوتا ہے کسقدر بیمحل ہے۔ آپ خود انصاف فرماوین جبکہ اُن سب لوگون نے یہ کہدیا کہ اب ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بُلانا نہین چاہتے ہماری تسلّی ہو گئی اور وہی تو تہے۔ جنہون نے مولوی صاحب کو لودہانہ سے بُلایا تہا تو پہر مولوی صاحب آپ سے کیون اجازت مانگتے کیا آپ نہین سمجہہ سکتے۔ اور اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ بحث ہونی چاہیئے جیسا کہ آپ اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین تو یہہ عاجز بسر و چشم حاضر ہے مگر تقریری بحثون مین صدہا طرح کا فتنہ ہوتا ہے۔ صرف تحریری ۵۲ بحث چاہیئے۔ اور وہ یون ہو کہ مساوی طور پر چار ورق کاغذ پر آپ جو چاہین لکہکر پیش کرین اور لوگون کو باواز بلند سنادین اور ایک نقل اسکی اپنے دستخط سے مجہے دیدین۔ پہر بعد اُس کے

---

۵۱ بہت صحیح نہایت درست ہے۔ مین تو صرف ناظرین مین تہا مناظرہ کرنے والے اور ہی تہے۔ پہر حکیم صاحب نے جلتے ہوئے مجہہ سے اجازت کیون لیتے۔ ناظرین صفحہ ۴۳-۴۸ و ۴۹ وغیرہ ملاحظہ فرما کر اس راستی کا امتحان کرین۔

۵۲ تقریر کا تحریر مین آجانا اور جو بات کسی فریق کے منہہ سے نکلے اُسکو فریق ثانی کا لکہہ لینا مناسب ہے مگر اسمین یہہ قید لگانا کہ بدون تحریر کوئی فریق ایک کلمہ زبان پر نہ لاوے۔ بالمشافہ گفتگو کو فضول ٹہیرانا ہے اور دائرہ گفتگو کو تنگ کرنا۔ یہہ قید ہو تو فریقین کا گفتگو کے لئے ایک مجلس مین جمع ہونا اور بالمشافہ گفتگو کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی تحریری گفتگو غائبانہ بذریعہ تحریرات بہی ہو سکتی ہے *

مین بہی چار ورق پر اسکا جواب لکہون اور لوگون کو سنا دون - ان دونون پرچون پر بحث ختم ہوجائے - اور فریقین مین سے کوئی ایک کلمہ تک تقریری طور پر اس بحث کے

ص۱۵ ان شروط کا بدنیتی اور دہوکہ دہی پر مبنی ہونا صفحہ (۸) مین ثابت ہو چکا ہے اس طرفہ پر آپنے طرہ یہ چڑہایا ہے کہ اشتہار ۳ مئی ۱۸۹۱ء مین (جسکو ۲۳ مئی ۱۸۹۱ء لکہا گیا ہے) ایسی ہی چند شرطین اور بڑہا دین -

(۱) مجلس بحث مین کوئی یورپین افسر یا ہندو مجسٹریٹ ہو اور چند دیسی لوگ بہی ہون -

(۲) سوال وجواب لکہنے والا کوئی ہندو خوشخط ہو -

(۳) ہر ایک فریق کو ایک گھنٹہ یا آدہ گھنٹہ تک تحریر کا اختیار ہو -

(۴) آٹھ بجے سے دس بجے تک یہ جلسہ ختم ہو - اس سے زیادہ ہو تو نماز ظہر تک ہو ایسی ہی اسمین بعض اور شروط ہین ان شروط کو پیش کرکے اپنے دائرہ مباحثہ کو اور بہی تنگ کیا اور یہ ثابت کر دکہایا ہے کہ درحقیقت آپکو مباحثہ منظور نہین ہے - یہ صرف مباحثہ سے جان بچانے کے حیلے بنائے ہین - آپنے یہ سوچکر ایسی شروط کو پیش کیا ہے کہ ان شروط سے کسی نہ کسی شرط کا فوت ہو جانا ممکن ہے اور اس سے مباحثہ سے ہماری نجات کی امید ہے (مثلاً ممکن ہے کہ کوئی یورپین افسر یا ہندو مجسٹریٹ جو حاکم ہین نہ رعایا کے محکوم) اس مذہبی بحث کی مجلس مین شامل ہونا پسند نکرین یا کوئی ہندو خوشخط جو فارسی اردو کے علاوہ عربی کہنا (جو اس مذہبی بحث مین لازمی امر ہے) نجانتا ہو وعلی ہذا القیاس -

شروط سوم وچہارم مین آپنے یہ بہی جتایا ہے کہ اس بحث سے آپ کو اظہار حق مقصود نہین ہے - صرف بزعم خود الزام خصم مدنظر ہے جو جدال کہلاتا ہے یا اپنے

ص۱۵ … بعض … (۱۴) … بیان صفحہ … (۸۵) … [illegible]

بارہ مین تکرے جو کچھ ہو تحریر مین ہو اور پرچے صرف دو ہون اول آپ کی طرف ایک
چوتھہ پرچہ جسمین آپ میرے مشہور کردہ دعوے کا قرآن کریم اور حدیث کی رو سے رد لکھین

تتمہ صفحہ ۵۱

مخاطبون کا امتحان علم و معلومات جیسے یونیورسٹی مین طلباء کو سوال دیکر حکم دیا جاتا ہے
کہ اتنے گہنٹون مین وہ اُن کا جواب دین۔ تب وہ پاس ہو سکتے ہین اور اگر اظہار حق
مقصود ہو تو اسکے کیا معنے کہ وہ اظہار ایک گھنٹہ یا آدہ گھنٹہ مین ہو۔ اس کے بعد
کوئی حق کہے گا تو وہ زاید المیعاد سمجھکر رد کیا جائے گا۔ اسپر اگر کوئی یہ اعتراض
کرے کہ تحریر جوابات اور اختتام مباحثہ کے لئے کوئی حد و مدت مقرر نہو تو سلسلہ
فضول گوئی قطع نہو۔ ہر شخص مخالف حق جبتک جو چاہے بکتا رہے۔ اسمین اضاعت
وقت کے علاوہ یہ بہی ایک نقصان ہے کہ حق ظاہر نہو جو اصل مقصود مباحثہ ہے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب خصم مخالف حق اس قسم کی واہیات کہنا شروع کرے تب طالب حق بعض
باتون کا واہی ہونا ظاہر کر کے اس سے اعراض و خاموشی اختیار کرے
اور بحث کو موقوف کر دے۔ اس سے فضول گوئی کا سلسلہ قطع ہو گا۔ اور حق
خود بخود سامعین و ناظرین پر ظاہر ہو جاویگا۔ اور اگر اس مجلس کی میجارٹی مین
پارٹی فیلنگ ہو (یعنے اس کے جمہور ارکان کو ایک جانب کی طرفداری کا خیال
ہو) تو یہ اظہار حق و قطع سلسلہ فضول گوئی منصف مسلم الطرفین کی منصفی سے
ہو سکتا ہے وہ جب خصم مخالف حق کو فضول باتون کیطرف متوجہ ہوتا دیکھیگا۔ اسکو روک دیگا
اور اسکے مخاطب حقانی کی حق گوئی کی داد دیگا۔ بالجملہ حق پژوہی و قطع سلسلہ فضول گوئی کا یہ طریق
نہین کہ تقریر حق کیلئے وقت اور تعداد اوراق مقرر کر دین۔ اسکا طریق یہ ہے کہ کمال وسعت اور آزادی
کے ساتھ حق کہدین اور خصم کو پوری آزادی سے جواب کا اختیار دین پہر اسکا انصاف حاضرین و منصفین
سے کرالین آپنے اس ضروری اور لازمی شرط منصفی کو تو نظر انداز کیا اور بجائے اسکے فضول اور ناجائز

[illegible]

اور پھر دوسرا پرچہ جو ورقہ اسی تقطیع کا میری طرف سے ہو جسمین مین اللہ جلشانہ کے فضل و توفیق سے رد الرد لکھون اور انہین دونون پرچون پر بحث ختم ہو جائے۔ اگر آپکو ایسا منظور ہو تو مین لاہور مین آسکتا ہون اور انشاء اللہ تعالے امن قائم رہنے کی لئے انتظام کرا دون گا۔ یہی آپکے رسالہ کا بھی جواب ہے۔ اب اگر آپ نہ مانین تو پھر آپکی طرف سے گریز متصور ہوگی۔[۱] راقم۔ خاکسار غلام احمد از لودہانہ محلہ اقبال گنج ۱۶۔ اپریل ۱۸۹۱ء

مکرر یہ کہ جسقدر ورق لکھنے کیلئے آپ پسند کرین اُسیقدر اوراق پر لکھنے کی مجھے اجازت دیجائے لیکن یہ پہلے سی جلسہ مین تصفیہ پاجانا چاہیے کہ آپ اسقدر اوراق لکھنے کیلئے کافی سمجھتے ہین اور آن مکرم اسبات کو خوب یاد رکہین کہ پرچے صرف دو ہونگے۔ اول[۲] آپکی طرف سی میرے ان دونون بیانات کا رد ہوگا جو مین نے لکہا ہی کہ مین مثیل مسیح[۳] ہون اور نیز یہ کہ حضرت مسیح ابن

---

۵۱ ناظرین خود انصاف کرینگے کہ گریز کسکی طرف سے ہے اور کون شخص ایسی شرائط پیش کرتا ہے جو لایق تسلیم اور سہل الوقوع نہین۔ اور عذر عدم فرصتی سے صاف انکار کسنی کیا آپکا خط نمبری ۱۱ ملاحظہ ہو۔

۵۲ نہین نہین اول آپکی طرف سی تحریر ہونی چاہیے کیونکہ آپ مدعی ہین اور بار ثبوت آپ پر ہے آپکا خصم تو آپکا معارضہ کریگا یا مانع یا سائل بنے گا۔ جسکی نوبت آپکے بعد آنیوالی ہے کتب فن مناظرہ (رشیدیہ وغیرہ) نظر سے نہین گزرے ین تو کسی اہل علم سے پوچھہ لین۔

۵۳ صرف مثیل مسیح کیون کہتے ہین آپ نو الامسیح کہین اور لوگون کو دہوکہ ندین۔ صرف آپ کا مثیل مسیح ہونا محل نزاع نہین ہے۔ سخت نزاع اور شدید بحث کا محل تو آپ کا یہ دعوے ہے کہ مسیح موعود سے (جسکے قیامت سے پہلے آنے کی خبر صحاح مین وارد ہے) حضرت عیسی نبی اللہ مراد نہین بلکہ آپ مراد ہین جو مثیل ہونے کے مدعی ہین۔ یہان تو آپ نے دعوے وفات مسیح مین بحث ہونے کی آڑ مین دعوے مسیح موعود ہونیکا ثبوت پیش کرنے سے گریز کیا ہے اور خط نمبری (۱۱و۱۲) مین اپنے اس دعوی کا ثبوت پیش کرنے اور اسکے لائق بحث ہونیسے صاف انکار کر دیا۔ ناظرین انکی چالاکی دیکھتے جائیں۔

مریم درحقیقت وفات پا گئے ہین - پہر اس رد کے رد الرد کے لئے میری طرف سے تحریر ہوگی
غرض پہلے آپکا یہہ حق ہوگا کہ جو کچھہ ان دعاوی کے بطلان کے لئے آپکے پاس ذخیرۂ نصوص
قرآنیہ وحدیثیہ موجود ہے وہ آپ پیش کرین پہر جسطرح خدا تعالے چاہیگا یہ عاجز اُسکا جواب
دیگا - اور بغیر اس طریق کے جسکے انصاف پر بنا اور نیز امن رہنے کے لئے احسن انتظام ہے
اور کوئی طریق اس عاجز کو منظور نہین اگر یہ طریق منظور نہو تو پہر ہماری طرف سے یہ آخری تحریر
تصور فرماوین اور خود بہی خط لکہنے کی تکلیف روا نہ رکہین اور بحالت انکار ہرگز کوئی تحریر
یا کوئی خط میری طرف نہ لکہین اگر پوری اور کامل طور پر بلا کم و بیش میری رائے ہی منظور
ہو تو صرف اسحالت مین جواب تحریر فرماوین ورنہ نہین ÷

آج بہوپال سے ایک کارڈ مرقومہ ۱۹ اپریل ۱۸۹۱ء اخویم مولوی محمد احسن صاحب
مہتمم مصارف ریاست پڑہکر آپ کے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ تحریر کا نمونہ معلوم ہوگیا ۵۲

۵۱ یہ بہی آپکی دہوکہ آمیز دہمکی ہے جس سے آپکا یہہ مقصود ہے کہ اگر مخاطب نے اس دہمکی مین آکر
ہماری شرط فاسد کو قبول کر لیا تو وہ دام مین آیا اور اگر اُس نے جواب سے انکار یا سکوت کیا تو
یہ مشہور کیا جائیگا کہ مخاطب نے ہمارے خط کا جواب نہین دیا اور وہ ہار گیا مگر خدا کا شکر ہے کہ آپکا
یہ دہوکہ آپکے ہی خیال مین آگیا - ہمنے نہ آپکی شرط فاسد کو بلا شرط مانا - نہ جواب خط سے سکوت کیا
اور آپکو اس خط کا جواب ایسا دیا جو آپکی شرط کے موافق نہ تہا - با این ہمہ اسکو آپنے وصول
کرکے آپنے اس خط کا آخری ہونا توڑ دیا - اور ہمارے اس جواب کے جواب مین ایک اور خط بہی لکہدیا
اسکا جواب ہمنے خط نمبری ۲۳۵ مین دیا اور پہر اسکی تاکید مین خط نمبر ۲۴۹ ارسال کیا تو ان
خطون کے جواب مین آپسے کچھہ بن نہ پڑا اور وہ الزام سکوت و عجز از جواب جو اس دہوکہ
آمیز دہمکی سے آپ ہمپر لگانا چاہتے تہے خدا تعالے نے آپکو لگا دیا اور آپ پر یہہ مصرع صادق
آگیا ع مرا خواندی و خود بدام آمدی ÷

۵۲ آپکے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ مندرجہ اشتہار ۲۶ - مارچ ۱۸۹۱ء کا نمونہ ملاحظہ فرماتے تو

آپ اپنے کارڈ میں فرماتے ہین کہ ہین نے مرزا غلام احمد کے اس دعوی جدید کی اپنے ریویو مین تصدیق ہنین کی۔ بلکہ اسکی تکذیب خود براہین مین موجود ہے۔ آپ بلا روئیت مرزا پر ایمان لے آئے۔ آپ ذرا ایک دفعہ اگر اسکو دیکھ تو لین۔ تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ۔ اشاعت السنۃ مین اب ثابت ہوتا رہیگا کہ یہہ شخص ملہم ہنین ہے فقط حضرت مولوی صاحب من آنم کہ من دانم۔ آپ جہانتک ممکن ہے ایسے الفاظ استعمال کیجئے۔ مین کہتا ہون اور میری شان کیا بیشک آپ جو چاہین لکھین اور اس وعدہ تہذیب[۵] کی پروا نہ کہین جسکو آپ چھاپ چکے ہین۔ دلی یسمع ویری والسلام علی من اتبع الہدے۔ خاکسار غلام احمد۔

آج ۱۶ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو آپ کی خدمت مین خط بہیجا گیا ہے اور ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء تک آپکے جواب کے انتظار رہین گے۔ اگر ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء تک آپکا جواب نہ پہنچا تو بہی خط

تتمہ حاشیہ صفحہ ۵۴

یہ کلمہ لکہتے ہوئے شرملتے اور یہ خیال فرماتے کہ جس کی آنکہہ مین شہتیر ہو وہ دوسرے کی آنکہہ کے تنکے پر کیا اعتراض کرسکتا ہے۔ اس کارڈ مین یہ الفاظ۔ "اسکو" (بصیغہ واحد) اور "یہ شخص ملہم نہین" (جو آپکو بالمواجہ نہین لکہے گئے) محل اعتراض وخلاف تہذیب و اخلاق سمجہے گئے ہین تو انکا موازنہ الفاظ "بیحیا دبی ایمان" (جو آپکے اشتہار ۲۶۔ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء سے مستفاد ہین) اور الفاظ "دغاباز۔ حرامخور وغیرہ وغیرہ" جو آپنے حواریون سے کہلائے ہین) سے کرین اور پہر انصاف سے کہین کہ تہذیب و اخلاق کا التزام کس جانب مین ہے +

[۵] یہان اس وعدہ کا التزام برابر رہا اور رہے گا۔ انشاء اللہ تعالے دیکہئے آپنے اور آپکے حسب حکم ورضا و علم سے آپکے حواریون نے ہم کو کسقدر برا کہا ہے۔ ہمنے کسی لفظ کا جواب دیا ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ آیندہ بہی انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا ہمکو خدا تعالے سے امید ہے کہ ہمارا صبر اور آپ کا روز افزون جور و جفا لوگون پر اچھا اثر پیدا کرے گا۔ اس سے لوگ سمجہہ جائینگے کہ آپ الہامی نہین ہین ~~ [illegible] +

آپکے رسالہ کے جواب مین کسی اخبار وغیرہ مین شائع کردیا جاوے گا فقط

مرزا غلام احمد بقلم خود ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء

اس کا جواب

نمبر (۲۰۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لاہور - ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء

جناب مرزا غلام احمد صاحب -

بعد سلام مسنون - ۱۶ اپریل کے خط مین جو آپنے اپنے حواری مولوی نور الدین کے عدم گریز کی وجہ بتائی ہے وہ صحیح نہین ہے اور اس وجہ کی تفصیل مین جو کچھ آپنے لکھا ہے وہ بھی مغالطہ سے خالی نہین ہے - مین اس اجمال کی تفصیل[سلہ] اپنے رسالہ مین کرونگا - انشاء اللہ تعالے اصل مطلب کی بات کا جواب یہ ہے کہ آپنے تحریری بحث کیلئے دو شرطین پیش کی ہین - اول یہ کہ ایک ہی دفعہ فریقین اپنی اپنی تحریرات پیش کرین - دوسرے یہ کہ ان تحریرون کے اوراق محدود ہون - ان مین جو آپنے اپنی قدیم عادت تغلیط مخاطب کے مطابق مغالطہ دینا چاہا ہے مین اسکو تاڑ گیا ہون - جسکی تشریح[سلہ ۲] اپنے رسالہ مین کرونگا انشاء اللہ تعالے - مگر مین آپ کی قطع حجت کی غرض سے ان دونون شرطون کو منظور کرتا ہون اور صاف کہتا ہون کہ مین ایک ہی دفعہ اپنی تحریر پیش کرونگا اور اسکے اوراق بھی محدود کر دونگا - مگر دو شرطین آپ میری بھی منظور کرلین (جو نئی شرطین نہین ہین بلکہ پہلے بھی میرے خط نمبر ۱۱۴ و ۱۲۰ مین معروض ہو چکے ہین) - **اول** یہ کہ قبل از مباحثہ تحریری آپ رسالہ ازالۃ الاوہام میرے پاس بھیجدین[سلہ ۳] تاکہ مین اپنی تحریر مین آپکے جملہ

[سلہ] یہ تفصیل حاشیہ صفحہ (۳۳-۴۶-۴۷) وغیرہ مین ہو چکی ہے -

[سلہ ۲] یہ تشریح صفحہ (۸) وغیرہ مین ہو چکی ہے -

[سلہ ۳] تمام نہین تو صرف اسیقدر جسیقدر چھپ چکا ہے اور برخلاف عہد خط نمبر ۴ منقولہ صفحہ (۳۶۴) نمبر ۱۲ جلد ۱۲ حکیم نور الدین صاحب کے پاس بھیجا گیا ہے -

دلائل کا جواب یکبارگی تحریر کر سکون اور اُن دلائل کو دیکھکر یہ بھی اندازہ کر سکون کہ مین انکا جواب کسقدر اوراق مین ادا کر سکونگا۔ آپ کا وعدہ بھی ہے کہ وہ رسالہ آپ کے پاس بیس پچیس روز مین پہونچیگا اور آپ سے پہلے کیسکو ندیا جاویگا جو ایک دفعہ ٹوٹ بھی چکا ہے[۱]۔ دوم یہ کہ مین قبل از مباحثہ چند اصول کی تمہید کرون اور آپ سے اُن کو تسلیم کراؤن۔ جیسے کہ آپکے حواری مولوی نوردین سے تسلیم کرا چکا ہون۔ ان دونون شرطون کے تسلیم و تعمیل کے بعد آپ جس تاریخ مین اپریل کی چاہین لاہور تشریف لائین مین حاضر ہون۔ ماہ اپریل مین آپ رسالہ ازالۃ الاوہام نہ بھیج سکین تو ماہ مئی مین بھی اس مہینے مین مجھے سفر درپیش آگیا (جسکو مین بارہا ظاہر کرچکا ہون۔) تو مین جہان ہونگا۔ وہان سے تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچونگا انشاءاللہ تعالے چنانچہ اپنے خط نمبری ۱۲۰ مین عرض کرچکا ہون میرے کارڈ اسمی مولوی محمد احسن صاحب بھوپال مین جو الفاظ لکھے گئے ہین ان کا موازنہ اپنے الفاظ اشتہار ۲۶ مارچ سے کرین۔ اور انصاف سے کہین کہ تہذیب کا التزام کس جانب ہے[۲]۔ اسکی توضیح بھی رسالہ مین ہو گی انشاءاللہ تعالے۔

ابوسعید محمد حسین

ضمیمہ خط نمبری ۲۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر ۲۰۷   لاہور ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۹۱ع

خیالی مسیح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ھداہ اللہ الصراط المستقیم

سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ کل آپکے خط ۱۶۔ اپریل سنہ ۱۸۹۱ع کا جواب بمدست حامل خط مذکور ارسال کرچکا ہون۔ آج اس خیال سے کہ شاید اس خط کے وصول سے آپ انکار کرین

[۱] یہ توضیح صفحہ (۵۵) مین ہو چکی ہے۔ [۲] یعنی وہ رسالہ حکیم نورالدین کے پاس بھیجا گیا۔ اس اعتراض کا جواب تشام ...

جیسے کہ آپنے خط سابق مین میرے مقابلہ مین اپنے حواری کے مباحث ہونیسے انکار کیا ہے
اس خط کی نقل بذریعہ رجسٹری ارسال کرتا ہون - علاوہ بران **دو باتین** (جن سے آپکو
اور ڈھیل دینا اور آپ کی حجت کو قطع کرنا مقصود ہے) مین اور لکھتا ہون - ان باتون کو
آپ خط سابق کا ضمیمہ قرار دین - **اول** یہ کہ اگر آپ مباحثہ کی مجلس مین اصول کی
تمہید و تسلیم سے ڈرین اور یہہ خیال کرین کہ خدا جانے وہ اصول جو ہمسے تسلیم کرائے جاینگے
کیسے سخت مشکل اور ہمارے فہم اور علم سے اجنبی ہونگے اور بنا بر علیہ آپ یہہ کہین -
(جیسے کہ آپکے حواری نے مجلس مباحثہ مین کہا تہا) کہ خدا جانے ان اصول کی تسلیم سے
ہمپر کیا پتھر پڑین گے - تو مین ان اصول کو آپکے پاس وہان بہیجدیتا ہون - بشرطیکہ
آپ تمہید اصول کو تسلیم کرین - اس سے آپ کو ان اصول کے سمجھنے اور ان مین غور کرنے
کے لئے کافی مہلت ملجاوے گی - اور اس ناگہانی ابتلا سے جسمین آپکے حواری صاحب
مبتلا ہو گئے اور اس سبب سے وہ مباحثہ چہوڑ کر بہاگ گئے نجات ہو گی **دوم** یہ کہ اگر آپ
میری شرط اول کو تسلیم نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالۃ الاوہام میرے پاس بہیج
نہ سکین تو مین اس شرط کی تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ آپ اپنی شرط (جو اسے
مبنی بر مغالطہ) مین اتنی ترمیم کر دین کہ پہلے تحریر آپ کی ہو - جسمین آپ اپنے دعاوی
جدیدہ کے جملہ دلائل درج کرین - اسکے بعد میری تحریر ہو - جسمین آپکے دلائل کا جواب دیا ہو
اور اگر آپ اپنی اس شرط فاسد مین اتنی ترمیم بہی روا نہین رکہتے تو اسکی ایسی وجہ
معقول بیان کرین جسکو آپکے مخالف اور موافق سب قبول کر سکین - یا آپ یہ ثابت
کر دکہائین کہ آپ مین ایسی مزیت و فوقیت پائی جاتی ہے کہ آپ جو کچہہ کہین اسکو
اور لوگ کا لوحی من السماء بلا دلیل مان لین اور جو بات کوئی دوسرا کہے اسکی
تسلیم آپکے لئے جائز نہو - چہ جائے واجب ! جو لوگ آپ کو ملہم مانتے ہین صرف وہی
آپکے خیال و مقال کی نسبت یہ کہتے ہین انما کلامہ من عند اللہ رہنا بہو تو آپ کا مرید

نہیں ہوا ن کہ جواب کہیں بلا دلیل مان لون - مینے جو آپ کو تار دیا تہا - وہ اُسی مباحثہ کے سلسلہ مین تہا جو آپکے حواری نے شروع کیا تہا - جس کا منشا صاف یہ تہا کہ جو مباحثہ شروع ہے اسکو پورا کرنے کے لئے اپنے حواری کو واپس کرین یا خود تشریف لائین نہ یہہ کہ آپ نئے مباحثہ کے لئے نئی شروط قائم کرین اور پہر اسکے مقابلہ مین جو شرط خصم پیش کرے اُسے تسلیم نکرین - ان خطوط کا جواب ۲۱ ماہ حال تک نہ پہونچا تو ان خطوط کو رسالہ مین چہاپ دیا جائے گا - اور اسپر ناظرین خود غور و انصاف کرلین گے کہ راستی بات ماننے سے کسکو انکار ہے اور گریز از مباحثہ کس نے کیا ؛

ابو سعید محمد حسین

ان خطوں کا جواب

نمبر ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ واید بخدمت اخویم مکرم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سلمہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ پہنچا - باعث تعجب ہوا آپ نہ تو اظہار حق کی غرض سے بحث[ف۱] کرنا چاہتے ہین اور نہ اس جوش بے اصل سے باز رہ سکتے ہین - عزیز[ف۲] من رحمکم اللہ یہ عاجز آپکو کوئی الزام[ف۳] دینا نہیں چاہتا مگر آپ ہی کا قول

ف۱ ناظرین پر مخفی نہیں ہے کہ بحث کون نہیں چاہتا اور کون شخص ناجائز شروط پیش کرکے اس سے جان چہوڑاتا ہے اور اگر اس سے یہ مقصود ہے کہ بحث تو چاہتے ہین مگر نہ بغرض اظہار حق بلکہ بغرض الزام خصم - تو یہ امر مضمر ہے اسکا تصفیہ بجز اسکے کیونکر ہوسکتا کہ ہم اور آپ قسم کہائین اور جہوٹہے کو لعنت بنائین اور آیہ مباہلہ پر عمل کرین - اگر آپ جائز سمجہین -

ف۲ پہر وہی لفظ فرمایا ہے جو پہلے صفحہ (۴۷) مین آپ سے نقل ہوا ہے - اس لفظ مین اپنی بزرگی کا ادعا ہے - مگر معلوم نہیں کس وصف مین آپ بزرگ بنتے ہین عمر مین یا علم مین یا زہد و تقوے مین جو دعوے ہونا زیبا ہے اور ثنار خویش خود گفتن الخ کا مصداق -

ف۳ آپکا تو دلی منشا یہی ہے مگر خدا پورا نہیں کرتا - جو الزام آپ دوسرے پر قائم کرنا چاہتے ہین وہ آپ پر عاید ہو جاتا ہے کما قیل ف مین الزام اسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا -

وفعل آپکو الزام دے رہا ہے آپ کا آدہی رات کو تار پہنچا کہ ابہی آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجہے جاؤ گے کسقدر آپکی اس تار پود سے مخالف ہے جو آپ اب پہیلا رہے ہین۔ افسوس کہ آپنے بحث کرنے کے لئے بذریعہ تار بلایا پہر آپ گریز کر گئے اور اب آپ کا خط جو ہشت پس بعد از جنگ کا نمونہ ہے۔ فضول باتون کو پیش کر کے اور بہی تعجب مین ڈالتا ہے چنانچہ ذیل مین آپکے اقوال کا جواب دیتا ہون۔

قولہ۔ دو باتین جن سے آپ کو اور ڈہیل دیتا ہون لکہتا ہون۔

اقول۔ حضرت یہ تو آپ حیلہ حوالہ سے اپنے تئین ڈھیل دے رہے ہین ہین نے کب کہا تہا کہ مجہے ڈہیل دین۔ آپکی آدہی رات کو تار آئی مین تیار ہو گیا۔ آپ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے خرچ دیکر بلا توقف اپنا آدمی روانہ کیا۔ بحث منظور کر لی۔ سب انتظام مجلس اپنے ذمہ لیلیا مگر آپ ہماری تیاری کا نام سنتے ہی کنارہ کش ہو گئے اب سوچین کہ کیا ہینی

۱؎ گریز اس شخص کیطرف سے ہوا جس نے مباحثہ سے جان بچانے کے لئے ناجائز شروط کو پیش کیا اور مخاطب کے جائز شروط کو نہ مانا اب اس امر کا تصفیہ ناظرین خود کر لین گے کہ ایسا کسنے کیا آپ چاہیں اس امر مین کسی منصف کے سامنے بحث کر لین آپکا گریز ثابت نہوا اور منصف مسلم الطرفین نے اسکو تسلیم نہ کیا تو ہم آئندہ آپکے ساتھ معارضہ سے دست بردار ہو جاوین گے۔ یہجی ایک بات مین میدان ہاتھ مین آتا ہے اور کیا چاہتے ہین۔

۲؎ یہ آپکی تہذیب انصاف پسندی حق طلبی روحانیت اور انکسار کا نمونہ ہے۔ کوئی پوچہے جنگ کب ہوئی اور ختم کب ہوئی آپنے جنگ کی ناجائز شرطین پیش کین ادہر سے بھی بعرض چند شروط مقابلہ کیا گیا۔ آپنے نہ شروط کو مانا نہ انسے انکار کیا بلکہ جواب خط دینا ترک کر دیا اسکا نام اختتام جنگ ہے یہ آپکیطرف سے ہوا اگر یہی تو آپنے کیا۔ پہر بر طبق مثل۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ الزام گریز دوسرون پر لگایا۔ سو بہی ایسے الفاظ سے جسکو ادنی اہل تہذیب و صاحب اخلاق استعمال نہین کر سکتا چہ جائیکہ مدعیان روحانیت و انکسار و ایثار و انوار وغیرہ وغیرہ۔

۳؎ دل سے پوچہئے۔ اور خدا سے۔ لوگون سے کسی سے تو شرمائیے۔ شروط فاسدہ کی آڑ بنا کر کون

بحث کو ڈھیل مین ڈالدیا۔ یا آپ نے اگر مین آپ ہی لاہور مین پہنچتا تو کسقدر تکلیف ہوتی۔ آپکی
اس حرکت نے نہ صرف آپکو شرمندہ کیا بلکہ آپ کی تمام عقلمند پارٹی کو خجالت کا حصہ دیا اس کنارہ
کشی کا آپ پر بڑا بار رہا ہے کہ جو بودی عذرون سے دور نہین ہو سکتا۔ آپنے ناگوار طریقہ سے
مقابل پر آنیکی دہمکی تو دی مگر آخر آپ ہی ٹہر نہ سکے۔ کیا اس دعوے کے ساتھ جو آپکو ہے
یہ گریز آپ کی علمی وجاہت پر دہبہ نہین لگاتے۔

قولہ۔ اگر آپ عین مباحثہ کے جلسہ مین اصول کی تمہید و تسلیم سے ڈرین تو مین ان اصول
کو آپکے پاس وہان بہیجدیتا ہون تا آپکو آپکے سمجھنے کے لئے کافی مہلت ملجائے ناگہانی ابتلا سے
بچ جائین اور وہ حال نہ ہو جو آپکے حواری کا ہوا۔

اقول۔ حضرت آپکو خود مناسب ہے کہ آپ ان اصولون سے ڈرین کوئی عقلمند ان
بیہودہ باتون سے ڈر نہین سکتا اور مین تو آپکے ان اصولون کو محض لغو[۱] سمجہتا ہون اور ایسے

بقیہ حاشیہ صفحہ (٦٠)

کنارہ کش ہوا اور ابتک کران کنارہ کش ہے مین تو آپکے گہر کے قریب ہی پہنچا اور آپکو مناظرہ کے لئے
بلایا پہر آپنے بنج کے کام کا بہانہ پیش کر کے کنارہ کشی کو اختیار کیا باینہمہ یہ الزام دوسرون پر لگانا آپ
ہی کا کام ہے ؂ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

۱؎ یہان تو آپنے اصول اسلام کو لغو کہدیا مگر اپنے خط نمبری (١١٠٤) مین ان اصول کی تمہید کو
تسلیم و منظور کر لیا۔ معلوم نہین اُس خط مین آپ اس خیال لغویت کو بحکم آنکہ۔ دروغگو را
حافظہ نباشد۔ بہول گئے۔ یا جو اس خط مین لکھتے ہین وہ دل سے نہین کہتے۔
اور آپ کے مذہب کا کوئی اصول نہین۔ بہر حال آپنے یہہ بات دل سے کہی ہے
تو آپ کی تسلیم خط نمبری (١١٠٢) لغو ہے۔ اور آپ پر آیت والذین ھم عن اللغو
معرضون۔ اور آیت لم تقولون مالا تفعلون کے خلاف کا الزام قائم ہے اور
اگر وہ تسلیم دلسے ہی تو آپکا ان اصول کو لغو کہنا اصول اسلام کو لغو کہتا ہی۔ زیادہ ہم کیا لکہین۔

لغویات کی طرف توجہ کرنے سے مجھے یہ آیت روکتی ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ والذین هم عن اللغو معرضون۔ اور نیز یہ حدیث نبوی کہ من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات ضرورت سے خارج ہے وہ لغو ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اس بحث کے لیئے شرعی طور پر آپکو کس بات کی ضرورت ہے سو ادنےٰ تامل سے ظاہر ہوگا کہ آپ صرف اس بات کے مستحق ہین کہ مجھ سے تشخیص دعوی کرا دین سو مین نے بذریعہ فتح اسلام و توضیح مرام اور نیز بذریعہ اس حصہ ازالہ اوہام کے جو قول فصیح مین شایع ہو چکا ہے اچھی طرح اپنا دعوے بیان کر دیا ہے۔ اور مین اقرار کرتا ہون کہ اس سے زیادہ اور کوئی میرا دعوے نہین جو آپ پر مخفی ہو۔ اور وہ دعوے یہی ہے کہ مین الہام کی بنا پر مثیل المسیح ہونیکا مدعی ہون اور ساتھ ہی یہ بہی کہتا ہون کہ حضرت مسیح بن مریم درحقیقت فوت ہو گئے ہین سو اس عاجز کا مثیل مسیح ہونا تو آپ اشاعۃ السنہ مین امکانی طور پر مان چکے ہین۔ اور مین اس سے زیادہ آپ سے تسلیم بہی نہین کراتا۔ اگر مین حقیر ہون تو خود اللہ جلشانہ میری مدد کریگا اور اپنے زور آور حملون سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔

رہا مسیح بن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونے کے دلائل لکہنا میرے پر کچھہ فرض نہین کیونکہ مین نے کوئی ایسا دعوی نہین کیا جو خدا تعالے کی سنت قدیمہ کے مخالف ہو بلکہ مسلسل

ف۱ یعنی اس دعوی کے دلائل نہ پوچھین یہ مسئلہ نہ شریعت اسلام کا ہے نہ فن مناظرہ کا ہی۔ آپ سچے ہین تو بتائین شرع کی یا فن مناظرہ کے کس کتاب مین یہ لکہا ہے کہ مدعی سے صرف تشخیص دعوی کرائی جاوے اُس دعوی پر دلیل اُس سے طلب نہو۔

ف۲ کسی دعوی کے مدعی پر دلائل لکہنا فرض نہین تو پہر کیا اس کی منکر پر فرض ہے اس امر کی نہ شریعت مصدق ہے نہ فن مناظرہ کتب شریعت مین اتفاقی مسئلہ ہے البنیہ علے المدعی اور رشیدیہ کتاب فن مناظرہ مین ہی المدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیہ

ف۳ یہ آپ کا ایک اور دعوے ہے جو خصم کے نزدیک مسلم نہین چنانچہ اس خط کے جواب مین بیان کیا گیا ہے کہ اس مین آپنے دہوکہ دیا ہے لہذا اس کی دلیل بہی آپ کے ذمہ ہے ؛

طور پر ابتدای حضرت آدم سے یہی طریق جاری ہے کہ جو پیدا ہوا وہ آخر ایک دن جوانی کیحالت مین یا بڈھا ہو کر مرے گا جیسا کہ اللہ جلشانہ آپ فرماتے ہین۔ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئا۔ پس جبکہ میرے پر یہہ فرض ہی نہین کہ مین مسیح کے فوت ہونے کے دلائل لکھون اور انکا فوت ہونا تو مین بیان ہی کر چکا تو اب اگر مین آپ سے پہلے لکھون تو فرمایئے کیا لکھون[۱]۔ یہ تو آپ کا حق ہے کہ میرے بیان کے ابطال کے لئے پہلے آپ قلم اوٹھائین اور آیات اور احادیث سے ثابت کر دکھائین کہ سارا جہان تو اس دنیا سے رخصت ہوتا گیا اور ہمارے نبی کریم بھی وفات پا گئے مگر مسیح وفات پانے سے ابتک باقی رہا ہوا ہے۔ کسی مناظر کو پوچھکر دیکھ لین کہ داب مناظرہ کیا ہے[۲]

اب یہہ بھی یاد رہے کہ آپکی دوسری سب بحثین مسیح کے زندہ مع الجسد اوٹھائے جانے کی فرع ہین[۳]۔ اگر آپ یہہ ثابت کر دین گے کہ مسیح زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اوٹھایا گیا تو پھر آپنے سب کچھ ثابت کر دیا غرض پہلے تحریر کرنا آپکا حق ہے اگر اب بھی آپ مانتے نہین تو چند غیر[۴] قومون کے آدمیون کو منصف مقرر کر کے دیکھلو۔

[۱] اپنے دعوی کے دلائل لکھئے اور نہین تو دو چار گالیان مغالطے ہی سہی۔

[۲] آپ ہی بتلا دیجئے مگر کتاب کے حوالہ سے ہمنے تو کتب مناظرہ مین یہی پڑھا ہے کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہے نہ منکر ومانع کے۔

[۳] فرع اب بنگئی۔ فتح اسلام توضیح مرام اور ادر دیگر ابتدائی تحریرون مین اور خط سابق نمبر ۸ وخط ہذا کے مضمون منقول صفحہ ۶۱ تک تو آپکے مسیح موعود ہونیکا دعوی اصل ہے مسیح کے فوت ہو جانیکا ذکر تو اُن مین تبعاً وضمناً ہے رسالہ توضیح مرام و رسالہ فتح اسلام کو پھر ایک دفعہ دیکھہ جائیے۔ اگر بھول گئے ہین اور اس خط اور خط سابق کے فقرات زیر نشان کو ملاحظہ کرین اسکی زیادہ توضیح ہمارے خط نمبری ۱۱، ۳ کہ جواب مین ہوگی انشاء اللہ تعالے

[۴] اسمین آپ یہ جتلاتے ہین کہ آپ مسلمانون کو اپنا ہم مذہب نہین سمجھتے اور کسی مسلمان سے حق گوئی کی امید

اور اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب کب آپکے بلانے سے لاہور مین گئے تھے۔ جنھون نے بلایا اُنھون نے مولوی صاحب موصوف سے اپنی پوری تسلی کرالی اور آپکے ان لغو اصولون سے بیزاری ظاہر کی تو پھر اگر مولوی صاحب آپنے اعراض نکرتے تو اور کیا کرتے اعراض کا نام آپنے فرار رکہا۔ اسلئے خدا تعالےٰ نے دست بدست آپکو دکہا دیا۔ کہ درحقیقت فرار کسی سے ظہور مین آیا۔ یہ مولوی صاحب کی راستباری کی کرامت ہے جس نے آپ پر یہ مصرع سچا کر دیا۔ مصرع۔ مرا خواندی و خود بدام آمدی ؛

قولہ۔ اگر آپ میری اس شرط کو قبول نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالہ اوہام ہیہج نہ سکین تو مین اس شرط کے تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ پہلی تحریرات آپکی ہون اور بعد مین میری۔

اقول۔ حضرت آپ ازالہ اوہام کے اکثر اوراق دیکہہ چکے اب مجہے کس شرط سے بری کرتے ہو اور مین ابھی ثابت کرچکا ہون کہ پہلے تحریر کرنا آپ کا ذمہ ہے۔ اب دیکہئے یہہ آپکا آخری ہتھیار بہی خطا گیا۔ عنقریب یہ آپ کا خط بہی بذریعہ اخبارات پبلک کے سامنے پیش کیا جائیگا تا لوگ دیکہہ لین کہ آپ کی تحریرات مین کہانتک راستی اور حق پسندی اور حق طلبی ہے ؛

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳) نہین رکہتے تب ہی ثالث کی منصفی تجویز کرتے ہین۔ اس صورت مین آپکو ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا سے ڈرنا مناسب ہے ؛

۱ یہ دعوی مین نے کب کیا ہے اور مناظرہ واقع ہونے کے لئے میرا بُلانا کہانتک شرط ہے حافظ جی کہتے سے وہ آئے اور ان ہی کے کہنے سے وہ مناظرہ مین نہیں گئے۔ پہر ان کا بلا اطلاع خاکسار جانا فرار نہین تو کیا ہے۔ مگر شرم ہو تو۔

۲ محض دروغ بیفروغ ہے ازالۃ الاوہام پچیس جزسے زیادہ بتایا جاتا ہے اور قول فصیح مین جو مین نے دیکہا ہے اسکا ایک جز بہی پورا منقول نہین ہوا۔ پہر اکثر مقابل اقل کہان صادق آیا۔ سبحان اللہ یہ دعوی تقدس اور یہ سفید جہوٹ اور دہوکہ دہی ؛

بالآخر ایک مثال بہی سنئے۔ زید ایک مفقود الخبر ہے جسکے گم ہونے پر مثلاً دو سو برس گذر گیا۔ خالد اور ولید کا اسکی حیات اور موت کی نسبت تنازع ہے اور خالد کو ایک خبر دینے والے نے خبر دی کہ درحقیقت زید فوت ہوگیا۔ لیکن ولید اوس خبر کا منکر ہے۔ اب آپ کی کیا راے ہے۔ بار ثبوت کسکے ذمہ ہے کیا خالد کو موافق اپنے دعوے کے زید کا مرجانا ثابت کرنا چاہئے۔ یا ولید زید کا اس مدت تک زندہ رہنا ثابت کرے کیا فتوے ہے ✣ **راقم**۔ خاکسار غلام احمد از لودہانہ۔ اقبال گنج ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء

نوٹ۔ اس مثال سے یہہ غرض ہے کہ جسپر بار ثبوت ہے اسکی طرف سے ثبوت دینے کے لئے پہلے تحریر چاہئے ✣

لطیفہ اعتراضیہ متضمن اظہار خیانت میرزا و گروہ میرزائیہ مسیحیہ

اس خط کو تو مرزا صاحب اور انکے حواریوں نے ضمیمہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ مطبوعہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء مین شائع کیا۔ مگر خاکسار کے خط نمبری ۲۰۰ کو جسکا یہ خط جواب ہی شائع و مشتہر نہ کیا یہ خائنانہ تصرف۔ شاید الہامیون کو جائز ہوگا۔ عام انصاف کا تو یہی قانون ہے کہ جس تحریر مخاطب کا جواب دین اسکو بہی نقل کرین تاکہ ناظرین کو دونوں مین موازنہ و انصاف کرنے کا موقعہ ملے۔

اس خط کا جواب

لاہور ۲۲ اپریل ۹۱ء بسم اللہ الرحمن الرحیم نمبر ۲۲۵

جناب مرزا غلام احمد صاحب عافاہ اللہ وہداہ۔ سلام علی من اتبع الہدی۔ آپ کا خط ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء مین نے مسرت سے پڑہا اور اوس سے مین ازبس ممنون ہوا آپکے اس قسم کے مجادلانہ و معاندانہ اور مغالطہ آمیز تحریرات سے مجہے یہ یقین دلاتی جاتی

ہین کہ آپ اپنے دعادی جدیدہ کے اظہار واشتہار ہین خطا اجتہادی نہین کرتے بلکہ دیدہ ودانستہ حق کا خلاف کرتے اور عمداً لوگون کو دہوکہ دیتے ہین۔ اور یہہ تار وپود جوایک مدت سے آپنے پہیلار کہا ہے اس سے مقصود صرف نام آوری ودنیا طلبی ہے

ع این ہمہ از پےء آلنست کہ زر مے طلبی ؛ حق گوئی اور حق پژوہی آپ کا اصلی فرض اور اقصے غرض نہین ہے لہذا آپ آیندہ ہی ایسی تحریرات کے ارسال سی مجھی سرفراز فرمائین گے تو میرے اس یقین کو اور بڑہا ئینگے اور مجھو اپنا ممنون بنائین گے۔ اس اجمال کی تفصیل مین اپنے رسالہ مین کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے۔ اس خط مین بطور تمثیل آپکے چند مغالطات معاندانہ کو ذکر کرتا ہون

آپ لکھتے ہین کہ "مین آپکے ان اصول کو محض لغو سمجہتا ہون" اسمین آپنے عناد وجدال کو ایسا مبرہن کیا ہے کہ اسمین کسی اہل علم وطالب حق کے لئے مجال مقال نہین رکہی۔ کوئی اہل علم جسکو حق طلبی سے ادنے تعلق ہو اور پابندی اسلام کا دعوی ان اصول کو (۱) کتاب وسنت حجج اتفاقیہ ہین۔ (۲) ظواہر نصوص سے بلادلیل عدول کرنا جائز نہین۔ (۳) محسوس نیچر (جسکو نیچری لوگ خدا کی قدرت کا قانون سمجہتے ہین) واقعی خدا کی قدرت کا قانون ومعیار نہین ہے۔ ایسے ہی اور وہ اصول جو آپکے حواریے مجلس مباحثہ مین تسلیم کئے گئے ہین) لغو نہین کہہ سکتا اور نہ امور متنازعہ فیہا سے بے تعلق اور غیر ضروری ٹہیرا سکتا ہے ان اصول کو لغو اور ضرورت سے خارج کہنا اس شخص کا کام ہے جسکو خدا ورسول اسلام سے کام نہو بلکہ اپنے اوہام باطلہ اور خیالات فاسدہ کو دین قویم بنانا چاہتا ہو۔ آپ اپنے دعوے مین سچے ہین توکم سے کم ایک مسلمان سے جو عالم ہو اور آپ کا مرید نہو اس دعوے کی تصدیق کرادین۔ **آپ لکھتے ہین** "مین نے اپنا دعوے بیان کردیا کہ مین مثیل المسیح ہون اور ساتھ ہی یہ بہی کہتا ہون کہ حضرت ابن مریم درحقیقت فوت ہوگئے ہین سواس عاجز کا مثیل مسیح ہونا تو آپ امکانی طور پر مان چکے ہین۔ رہا مسیح ابن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونیکے دلائل لکھنا میرے پر فرض

نہین کیونکہ مین نے کوئی ایسا دعوے نہین کیا جو خدا تعالے کی سنت قدیمہ کے مخالف ہو بلکہ مسلسل طور پر حضرت آدم سے یہ طریق جاری ہے کہ جو پیدا ہوگا ایک دن مرے گا چنانچہ قرآن مین ہے۔ اب مین آپ سے پہلے لکھون تو کیا لکھون"۔ اس مین آپنے کئی وجہ سے حق کا خلاف کیا اور مسلمانون کو دہوکا دیا۔ اول دہوکہ یہ دیا کہ خاکسار کو آپنے اپنے مثیل مسیح ہونیکا قائل بنا دیا ہے۔ حالانکہ مین نے آپکے مثیل مسیح ہونے کو امکانی طور پر بہی تسلیم نہین کیا۔ صرف آپکے بعض الہامات کا جن مین مثیل مسیح ہونیکا الہام شامل نہین ہے امکان[ف] تسلیم کیا ہے۔ آپ اپنے قول مین سچے ہین تو میرا وہ قول نقل کرین جسمین مینے آپکا مثیل مسیح ہونا امکانی طور پر مانا ہے دوسرا دہوکا یہ کہ صرف تسلیم امکان کو مثبت مدعا سمجھ لیا حالانکہ کوئی عاقل صرف امکان سے وجود ثابت نہین کر سکتا مثلاً زید اگر یہ دعوی کرے کہ مین بادشاہ یا فلاسفر ہون اور کوئی شخص اسکا امکان مان لے تو اس سے اسکا بادشاہ یا فلاسفر ہونا ثابت نہین ہوسکتا اور وہ اس تسلیم امکان کے سبب اپنے دعوے کے ثبوت سے مستغنی نہین ہوسکتا۔ تیسرا دہوکا یہ کہ ابن مریم کے فوت ہونیکا اعتقاد بحکم سنت اللہ اور بشہادت کتاب اللہ مسلم ٹہیرا کر اسکو ثبوت سے مستغنی قرار دیا۔ اس سے اگر آپ کا یہہ مقصود ہے کہ یہہ اعتقاد صرف ہمارے نزدیک مسلم ہے۔ گو اور مسلمانون کے نزدیک مسلم نہین تو ایسی حالت مین آپ اس دعوے کا ثبوت پیش کرنیسے بری نہین ہوسکتے۔ کیونکہ آپکا اعتقاد دوسرے مسلمانون کا مسلمہ نہین ہے اور اگر اس سے مقصود یہہ ہے کہ تمام مسلمان اس اعتقاد کو مانتے ہین تو یہہ محض خلاف واقعہ ہے صحابہ و تابعین اور اُنکے اتباع سلف صالحین سے اسوقت تک کوئی مسلمان یہ اعتقاد نہین رکھتا۔ آپ سچے ہین تو کم سے کم ایک صحابی یا ایک تابعی یا ایک شخص کا سلف صالحین سے نام بس جو یہہ اعتقاد رکھتا ہو۔ پہر اس الوکہے دعوے

[ف] گو مین اب اس امکان کا بہی قائل نہین رہا۔ آپکی مجادلانہ و معاندانہ تحریرات نے وہ امکان میرے خیال سے اُٹھا دیا ہے

کے ثبوت مین دلائل پیش کرنا آپ کا فرض کیون نہین ہے اور فن مناظرہ کی کونسی کتاب ہے
جو آپ کو اس دعوے کے ثبوت پیش کرنیسے سبکدوش کرتی ہے۔ آپ سچے ہین تو
کم سے کم ایک کتاب کی شہادت پیش کرین۔ اپنے دعوے کا ثبوت پہلے پیش کرنیکی
درخواست آپسے اسی صورت مین ہوئی ہے کہ آپ اپنی ناجائز شروط کو (کہ تحریرات مباحثہ
جانبین سے صرف دو ہی ہون۔ پہلے ہماریطرف سے ہو پہر آپکی طرف سے) قائم
رکہین۔ اب اگر آپ ان شروط فاسد کو واپس لین اور منصب ادعا چہوڑ کر سائل یا مانع
بنین تو ہم اس دعویکا کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہین اور وہ وجود عنصری کے ساتھ
آسمان سے اُترینگے۔ ثبوت پیش کرنیکو مستعد ہون۔ چوتہا دہوکا یہ کہ سُنت اللہ اور آیت
کتاب اللہ کو موتِ مسیح پر دلیل ٹہیرایا ہے۔ سنت سے مراد آپ کی نیچر ہی اور اِس تقریر سے
آپکا مسلمان کو یہ جتا نا مد نظر ہے کہ ایک شخص کا اٹھارہ سو برس تک زندہ رہنا نیچر کے
برخلاف ہے لفظ نیچر آپنے اسلئے نہین کہا کہ آپکا چھپا اعتقاد نیچریت لوگون پر ظاہر نہو اس
تقریر مین آپنے یہ دہوکا بہی دیا ہے کہ خدا کی ایک سنت کو جو اموات مین جاری ہے
آپنے ظاہر کیا اور اُس سنت کو جو اُسنے مسیح کے زندہ رکہنے مین قائم کی ہے نظر انداز
فرمایا آیتہ کے ذکر مین بہی دہوکا دیا ہے اس آیتہ مین یہ بیان ہرگز نہین کہ اسوقت
تک جو پیدا ہوا وہ فوت ہو چکا۔ اسمین تو صرف یہ بیان ہے کہ ہر شخص کے لیئے
موت کا ہونا لازمی ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو جب وہ دنیا مین آئین گے نیز
شامل ہوگا۔ خط حال و سابق مین آپ لکہتے ہین کہ حکیم صاحب آپ کی بلانیسے
کب لاہور مین آئے کہ پہر بلا اجازت جانے سے فراری متصور ہوے اور آپ کا تو وہان
قدم ہی نہ تہا،، یہ تو مینے بہی نہین کہا کہ وہ میرے بلانیسے لاہور مین آئے۔ صرف
اسی مضمون کا تار دیا تہا کہ وہ مجھ سے گفتگو شروع کرکے بہاگ گئے۔ اگر میرا یہ بیان غلط ہی
اور گفتگو مین اُنکا قدم ہی نہ تہا تو آپکے راست باز ہونیمین کیا شک ہے۔ آپ سچے تو ہین۔

ذرا اس پر قسم بہی کہا لین اور وہ آیہ مباہلہ پڑہین جو مولوی محمد اسمعیل ساکن علیگڈہ کے مقابلہ مین لکہہ چکے ہین۔

مرزا صاحب - آپ کی ایسی ہی باتون نے جو محض خلاف واقعہ ہین مجہکو یقین دلا دیا ہی کہ آپ ملہم نہین ہین۔ آپ لکہتے ہین کہ آدہی رات کو تار آیا تو بلا توقف آدمی روانہ کیا اور ازالۃ الاوہام کے اکثر اوراق آپ دیکہہ چکے ہین - ان فقرات سے ایک بہی سچا ہے تو اس پر قسم کہائین اور جہوٹے کو ـــ سنائین - فرمایئے تار کسوقت آپ کو ملا اور آدمی کسوقت روانہ ہوا ؟ اور ازالۃ الاوہام کے اوراق کسقدر ہین ؟ اور قول فصیح مین جو مین نے دیکہا ہے کسقدر اوراق منقول ہین ؟ اکثر یا اقل ؟ کیا ملہمین یا صادق القول مومنین کی یہ شان ہے کہ ایسی خلاف واقعہ باتین انکے منہ سے نکلین - آخیر مین جو آپنے مثال لکہی ہے - اس مین بہی آپ دہوکا دینے سے نہین رُک سکے - حضرت مسیح علیہ السلام باتفاق اہل اسلام آسمانون پر زندہ موجود ہین اونکے وجود وحیات مین کسی قدیم مسلمان کا اختلاف نہین صرف آپ بہ تقلید بعض ملاحدہ یوروپ جو مسیح کی دوبارہ زندگی سے اُنکے مقاصد کی زندگی مراد لیتے ہین یہ دعوے کرتے ہین کہ وہ فوت ہو چکے ہین اور انکی دوبارہ زندگی سے اُنکے مقاصد کی زندگی مراد ہے - پہر یہ دعوے زندگی اُس مفقود الخبر کی حیات کی نظیر کیونکر ہو سکتا ہے - اس مثال مین آپنے کئی صورت سے مسلمانونکو دہوکا دیا ہے - اول مسیح علیہ السلام معلوم الوجود والحیات کو مفقود الخبر شخص کی نظیر قرار دینا - دوم انکی حیات کو جو متفق علیہ اہل اسلام ہے محل اختلاف قرار دینا سوم ان کی موت کی تجویز کو ایک معمولی اور قابل تسلیم موت کی مانند ٹہیرانا - حضرت مسیح کی سچی مثال یہہ ہے کہ ایک شخص دس برس سے زندہ و موجود اور بحکم مشاہدہ مسلم الحیاۃ چلا آیا ہے اُس کی نسبت ایک شخص نے خبر دی کہ پانچ برس ہوئے ہین کہ وہ مر گیا ہے - اس شخص کا دعوے ان لوگون کے سامنے جو دس برس سے اُس کو زندہ دیکہتے چلے

آئے مین لائق سماعت نہین اور اس شخص کا فرض ہے کہ اُسکی موت کو بدلائل ثابت کرے جن سے ان لوگون کی رویت و مشاہدہ کی غلطی ثابت ہو یہہ تو آپکے جدال و عناد کا ثبوت اور مغالطات کا جواب ہے۔ اب مین اپنے خط نمبری ۲۰۷ کی اس بات کی طرف آپکو متوجہ کرتا اور اسکا جواب چاہتا ہون۔ جس سے آپنے چشم پوشی کی ہے۔ آپ میرے تار کے مضمون کو غور سے پڑہین اور اُس مباحثہ کو جسکے سلسلہ مین تار دیا گیا ہے پورا کرین اپنے حواری کو واپس بہیجین یا خود تشریف لاکر اسکا اتمام کرین۔ نئی شروط فاسدہ پیش کرکے نیا مباحثہ قائم نہ کرین۔ شروط فاسدہ کی تسلیم و تحقق محال ہے اور ایسی شروط والے مباحثہ کا وجود ہی ناممکن ہے۔ آپ کی ان شروط کو پیش کرنے سے لوگ یقیناً جان لین گے کہ درحقیقت آپ کو مباحثہ کرنا منظور نہین ہے۔ اسی وجہ سے آپ ان شروط کو پیش کرتے اور انکی آڑ مین مباحثہ سے جان بچاتے ہین +

آپ کا ناصح ابو سعید محمد حسین

اس خط کا مرزا صاحب نے کچہہ جواب ندیا اور ہمارے خطاب و جواب سے سکوت اختیار کیا۔ جس سے عام نظرون مین آپ پر عجز و ہزیمت کا الزام قائم ہوگیا۔ مگر اس سکوت پر آپ سے صبر نہو سکا اور اپنی اس رباعی آنانکہ چشم بر گل تحقیق واکنند + از ہر جہہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند :: در مبحثے کہ غیر خموشی علاج نیست :: بر ہر زہ است تکیہ بچون و چرا کنند + پر عمل نہ کیا اور اپنی جگہہ اپنے حواریون کو جو نہ بُرا کہنے سے اندیشہ رکہتے ہین۔ نہ بُرا سننے سے کہڑا کر دیا اور اپنے خط نمبری ۸ کو مع اُسکے جواب منجانب خاکسار نمبری ۲۵ کے ضمیمہ اخبار پنجاب سیالکوٹ ۲۵ - اپریل مین چہپوایا۔ اور اُس پر ایڈیٹر کی قلم سے خوب نُون مرچ چہڑکوایا۔

اُسپر خاکسار نے مرزا صاحب کے نام رقیمہ ذیل لکہا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاہور ۲۶ اپریل ۱۸۹۱ء نمبر ۱۴۹

جناب مرزا غلام احمد صاحب عافاہ اللہ وہداہ - سلام علی من اتبع الہدے - میرے خط نمبری ۲۲۵ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۸۹۱ء کا جواب دیجئے - منتظر ہون -

(۲) آج ضمیمہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ مطبوعہ ۲۵ اپریل میری نظر سے گذرا اسمین آپکا خط مورخہ ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء منقول ہے اور اُسپر اعتماد کرکے آپکے وکیل ایڈیٹر نے یہ لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کو اگر اپنی بابت پر اسقدر اصرار ہے تو وہ اس مضمون کی حافظ محمد یوسف صاحب - منشی امیر الدین صاحب - منشی عبد الحق صاحب - منشی الٰہی بخش صاحب - اور مرزا امان اللہ صاحب کی دستخطی تحریر شائع کرین کہ مولوی نور الدین صاحب اُنسے شکست کہا کر بہاگ گئے - مین اسکے جواب مین آپکے وکیل ایڈیٹر کو مخاطب نہین کرتا - اور نہ آیندہ اُن کو یا کسی اور نئے وکیل جناب کو کسی امر مین مخاطب کرونگا - انشاء اللہ تعالے صرف آپکی خدمت مین گذارش ہے کہ آپ اپنے دعوے مین سچے ہین اور انہی حضرات کی شہادت پر آپکے دعوے کی بنا اور آپکے وکیل کا اعتماد ہے تو آپ ہی ان حضرات مین سے تین شخصون حافظ محمد یوسف صاحب - منشی الٰہی بخش صاحب اور منشی عبد الحق صاحب سے میرے سوالات ذیل کا حلفی جواب لیکر ارسال کرین اسی سے مقدمہ شکست و ہزیمت کا فیصلہ ہو سکتا ہے - اگر ان حضرات ثلاثہ نے بالاتفاق میرے سوالون کا جواب اثبات (لفظ ہان یا نعم) سے دیا تو مین آپکے بیان کو صحیح مان لون گا اور اپنے دعوے شکست دہی سے دست بردار ہو جاؤنگا -

(۱) حکیم نور الدین صاحب نے رخصت کی رات جو تقریر در باب وفات مسیح علیہ السلام کی ہتی - اس تقریر مین اول سے آخر تک یہ تینون صاحب موجود تہے -

(۲) اس تقریر کے اختتام پر ان تینون صاحبون نے حکیم صاحب کا شکریہ ادا کیا اور یہ کہا تہا کہ ہماری مِن کل الوجوہ تسلی ہو گئی ہے - اور اب ہمارے دل مین کوئی

شبہ و اعتراض باقی نہیں رہا۔

(۳) ان تینون صاحبون کا اب یہ اعتقاد ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہین اور یہہ کہ وہ دنیا مین بذاتِ خود تشریف نہین لائین گے جیسا کہ تمام مسلمانون کا اعتقاد ہے۔ اور موعود مسیح جنکے آنے کی قرآن و حدیث مین خبر ہے آپ ہی ہین۔

(۴) ان سوالات کے جواب کے ساتھ آپ حافظ محمد یوسف صاحب کے اُس خط کی نقل بھی ارسال فرماوین جسکا ذکر آپکے خط ۱۰ اپریل مین ہے اور اُس کا مضمون آپنے یہ نقل کیا ہے کہ مولوی عبد الرحمن صاحب اسجگہہ آئے ہوئے ہین ہمنے ان کو دو تین روز کے لئے ٹھیرالیا ہے تا اُن کے روبرو ہم بعض شبہات آپنے آپ سے دور کرالین اور اس مجلس مین ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلالین گے۔ ابو سعید محمد حسین

اس **جواب** مین آپنے پھر وہی **سکوت** اختیار کیا اور ہماری کسی بات کا جواب نہ دیا۔ مہربانی فرما کر لکھا۔ تو اس مضمون کا کارڈ لکھا جس سے جواب خط سے انکار اور آیندہ کیلئے گفتگو سے اعراض و قرار پایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

نمبر ۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی

مجتی اخویم مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ اس عاجز کو کوئی نئی بات معلوم نہین ہوتی۔ جسکا جواب لکھا جائے۔ اس عاجز کے دعوے کی بنا الہام پر تھی۔ اگر آپ ثابت کرتے کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہے اور یہہ یہ عاجز اُن دلائل کو اپنی تحریر سے توڑ نہ سکتا۔ تو آپ تمام حاضرین کے نزدیک سچے ہو جاتے اور بقول آپکے مین اُس الہام سے توبہ کرتا لیکن خدا جانے آپکو کیا فکر تھی جو آپنے اس ثابت و را

کو منظور نہ کیا۔ خیر اب ازالہ اوہام کے رد لکھنا شروع کیجئے۔ لوگ خود دیکھ لین گے۔
والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ

اس کارڈ کے ذریعہ سے تو آپنے پیچھا چھوڑا یا۔ اور سلسلہ مباحثہ و مراسلہ کو بزعم خود قطع کیا۔ مگر ازانجا کہ جدال و مرا آپ کی طینت مین کوٹ کوٹ کر بہر رہا ہے۔ لہذا اس قطع وتفصی (خلاصی) پر آپ سے صبر نہ ہوسکا اور نچلا نہ بیٹھا گیا۔ اور بقول اسد ؎ چھیڑ خوبون سے چلی جائے اسد + گر نہین وصل تو حسرت ہی سہی ؛ لودہانہ کے علما سے آپنے چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ شروع کیا اور اسکو چند روز کا شغلہ سمجھکر اشتہار [۱] ۲۳ مئی مین ان کو مدعو مباحثہ کیا۔ اسمین میرے دوست **مولوی محمد حسن** صاحب رئیس لودہانہ کو بھی مخاطب کیا۔ انکے خطاب مین بدقسمتی سے آپکے قلم سے یہ فقرہ بھی نکلگیا کہ ان کو اختیار ہوگا کہ چاہین تو بذات خود بحث کرین اور چاہین تو اپنی طرف سے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو بحث کے لئے وکیل مقرر کردین۔

ہرچند یہہ اشتہار آپنے میرے پاس نہ بھجوایا بلکہ تمام لاہور والون مین صرف اسکا ایک قطعہ پہونچا اور کانفیڈنشل (مخفی) رہا۔ مگر آخر حاجی محمد دین صاحب کے ذریعہ سے وہ اشتہار خاکسار کی نظر سے بھی گذر ہی گیا۔ جسپر یہ شعر عاجز کے خیال مین آیا ؎ دیدار مینمائی و پرہیز میکنی۔ بازار خویش و آتش ما تیز میکنی ؛ اس اشتہار نے اس شعر کے مطابق خاکسار کے نائرہ اشتیاق مباحثہ کو جو مرزا جی کے خط نمبری (۱۰) سے وہ دب گیا تھا مشتعل کردیا۔ اور اس وقت مجھے وہ سفر ہندوستان جسکا ذکر بار ہا ہوچکا ہے نیز درپیش تھا بنا برآن علیہ خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب کے نام رقعہ مندرجہ ذیل تحریر کیا

لاہور۔ ۸ مئی ۱۸۹۱ء مجبی مولوی محمد حسن صاحب نمبر ۳۲۳

السلام علیکم۔ آج مینے مرزا کا آخری اشتہار دیکھا اسمین آپ کو لکھا ہے کہ "چاہو تو مولوی

[۱] یہ وہی اشتہار ہے جسکی شروط کا خلاصہ صفحہ (۵۱) بیان مین ہوچکا ہے ؛

ابوسعید محمد حسین صاحب کو وکیل بناکر پیش کرو۔ اور اسکے ساتھ ایسی شرطین بہی لگا دی ہین جو جلد وقوعمین نہ آئین - میری یہ راے ہے کہ آپ انکو (مرزا جی کو) اس مضمون کا رقعہ لکھین کہ ۹ مئی کی صباح کو ابوسعید محمد حسین بارادہ پٹیالہ لودہانہ پہنچین گے - آپ ان سے بات چیت کرسکین تو آپ میرے مکان پر تشریف لے آوین آپ نہ آسکین تو ہم ان کو آپ کے مکان پر لے آوینگے اور اس مجلس مین جسکو آپ چاہین شامل کرلین اور اور شروط کو جنکا تحقق سردست دشوار ہے پیش نہ کرین

وہ اس امر کو منظور کرین تو بندہ گفتگو کے لئے حاضر ہے۔

ابوسعید محمد حسین

اس خط کے لودہانہ مین پہنچ جانے کے بعد خاکسار بہی ۹ مئی کی صبحکو لودہانہ پہنچگیا - اور جاتے ہی مولوی محمد حسن صاحب کو مرزا جی کے پاس بطور سفارت بہجوایا - اور انہی کیطرف سے رقعہ مندرجہ ذیل لکھواکر ان کے ہاتھ مین دیا اور یہ کہدیا کہ آپ کی سفارت کے جواب مین جو کچھ مرزا صاحب کہین وہ تحریر مین لاوین زبانی کوئی پیام وکلام مسموع ہنوگا -

وہ رقعہ چونکہ خاکسار ہی نے لکہوایا تہا - لہذا اپنے رجسٹر خطوط کا نمبر اسپر لگایا جاتا ہے اور جو خط اسکے جواب مین مرزا صاحب کا آیا اسپر بہی انکے سلسلۂ خطوط کا نمبر لگایا گیا ہے -

وہ خط یہہ ہے -

لودہانہ ۹ - مئی سنہ ۹۱ء نمبر ۳۶۹

بخدمت شریف مرزا صاحب - بعد سلام مسنون کے گزارش ہے کہ آپنے اشتہار

---

۵۱ خاکسار نے اپنی طرف سے وہ خط اسلئے نہ لکہا کہ مرزا جی خاکسار سے سلسلہ مراسلت ومخاطبت قطع کرچکے تہے -

مطبوعہ ۳- مئی ۱۹۱۶ء مین مجھے مخاطب فرمایا ہے کہ آپ چاہین تو بذات خود بحث کرین اور چاہین تو اپنی طرف سے جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو بحث کے لئے وکیل کرین - بنائرعلیہ مین مکلف ہون کہ جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب حسب اتفاق وارد لودہانہ مین جو آج ہی ۱۱ بجے دن کی ٹرین مین پٹیالہ تشریف لیجائین گے - آپ اس وقت مین ان سے مباحثہ کرنا چاہین تو میرے مکان پر تشریف لاوین اور اُنسے گفتگو کرین اور باقی شروط کو جو متعلق انتظام ہین آپ جانے دین کیونکہ اپنے مکان پر انتظام کا ذمہ وار مین خود ہون مگر یہ واضح رہے کہ جناب مولوی صاحب گفتگو سے پہلے چند اصول آپ سے تسلیم کرائین گے جناب کو بہی اختیار ہے جو اصول چاہین ان سے تسلیم کرالین - اور متنازعہ فیہ آپ کا یہ دعوی ہوگا کہ مسیح جسکے آنے کی احادیث مین خبر ہے آپ ہین -   خاکسار محمد حسن

اسکا جواب - از جانب مرزا صاحب

نمبر ۱۱   بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالے -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - یہہ عاجز بسروچشم تحریری گفتگو کے لئے موجود ہے - اصول پیش کرنے کو بھی مین مانتا ہون[۱] - چند سوال آپ کیطرف سے

[۱] اب تمہید اصول کو آپ مان گئے حالانکہ خط نمبری (۹) مین اسکو لغو قرار دے چکے تہے یہ تسلیم صحیح اور دل سے ہے - تو انکار سابق سے آپ کا عناد ادرہ

چند سوال میری طرف سے ہون اور امر مبحوث عنہ وفات یا حیات مسیح ہوگا کیونکہ اس عاجز کا دعوی اسی بنا رپر ہے[1]۔ جب بنا ٹوٹ جاوی گی تو یہہ دعوے خود ٹوٹ جاویگا

استخفاف اصول اسلام ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ انکار صحیح اور دل سے تہا تو اس تسلیم سے آپ پر التزام لغو کا الزام قائم ہوتا ہے۔ (حاشیہ صفحہ (۶۱) و متن صفحہ (۱۲۰ و ۱۲۱) ملاحظہ ہو) الہام وفات مسیح کے مبنی اور اصل ہونے کے معنے دربطن قائل ہین۔ اصل و مبنی ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ دعوے مسیح موعود ہونیکا اس الہام وفات مسیح سے نکالا گیا ہے تو یہ محض بناوٹ ہے۔ آپ کو صرف وفات مسیح کا الہام ہونا اور اس الہام سے آپ اپنے مسیح موعود ہونیکا دعوے نکالتے تو آپ یہ بات کہہ سکتے تہے۔ اور جس حالت مین ان دونون امر کی نسبت آپ الہام کے مدعی ہین۔ اور یہہ دونو امر از قسم اخبار ہین (جنمین ایک پیشین گوئی ہے دوسرا پیشین گوئی) نہ از قسم انشار (امر یا نہی) تو امر دوم کا امر اول پر مبنی اور اول کا اصل دوم کا فرع ہونا کوئی معنے نہین رکہتا۔ یہ تو دونو جداگانہ اور مستقل الہام ہین جن مین سے ایک مین ایک امر گذشتہ کے وقوع کی خبر دیگئی ہے (کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہین) دوسرے مین ایک امر آئندہ کی نسبت خبر ہے کہ آنیوالا مسیح جسکی خبر احادیث مین وارد ہے تو ہے۔ یا ایک زمانہ کے بعد ہوگا (جب مسلمان تجہے تسلیم کرلین گے) جن مین نفیاً و اثباتاً تلازم نہین ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح بن مریم کی وفات ثابت و مسلم ہو تو اُس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ پہر مسیح موعود آپ ہین۔ کیون جائز نہین ہے کہ درصورت وفات مسیح ابن مریم مسیح موعود کوئی اور ہو اسصورت مین آپ کو مسیح موعود ہونے کے لئے اور دلائل قائم کرنے پڑین گے۔ صرف وفات مسیح سے آپ اپنا مسیح ہونا ثابت نہ کرسکین گے اور اگر حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ آپ کا یہہ الہام

[1] [illegible] توضیح مرام صفحہ (۵۱)

اصل امر وہی ہے۔
اس وقت ۱۲ بجے تک مجھے باعث بعض بخ کے کامون کے بالکل فرصت نہین ہے ۵[1]

[illegible] صفحہ (۷۶)

کہ آنے والے مسیح آپ ہین غلط ہو اس صورت مین آپ یہہ کہہ سکتے ہین کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ ہین تو ہین وہ کسی اور کام کے لئے ہونگے۔ جس مسیح کے نزول کا احادیث صحاح ستہ مین ذکر ہے اور اُن کے عالیشان کارناموں (قطع صلیب وضع جزیہ۔ قتل خنازیر وغیرہ) کا اُن احادیث مین بیان ہے اس سے مین ہی مراد ہون آپ یہ بات نہ بھی کہین تو کوئی اور نیچری آپ کا حواری یہ بات کہہ سکتا ہے وبنا ؑ علیہ صرف حیات مسیح کے ثبوت سے اس دعوی کا (آپ کرین یا کوئی اور نیچری) ابطال نہین ہو سکتا بلکہ اس دعوے کے ابطال کے لئے دلائل پیش کرنیکی حاجت ہے۔

اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ ان دونو الہامات اور دعاوی مین نفیاً واثباتاً تلازم نہین ہے۔ اور ایک دوسرے کی فرع نہین ہو سکتا مگر اس بات کے سمجھنے کیلئے علوم عقلیہ مین مداخلت بکار ہے صرف جعلی اور خیالی الہامون کے زور سے یہ سمجھہ مین نہین آسکتے۔ اور اگر الہام وفات مسیح کے اصل و مبنی ہونیسے یہ مراد ہے کہ الہام وفات الہام مسیح موعود ہونیکی شرط ہے جیسا کہ خط نمبر ۲ مین آپکے قلم نکل گیا ہے تو اُسپر اس خط کے حواشی مین بصفحہ (۸۰) وغیرہ بحث ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

۵[1] کیون حضرت! یہ گریز نہین۔ کنارہ کشی نہین۔ فرار نہین۔ ہزیمت نہین۔ تو اور کیا ہے؟ اور اس کام سے بڑھکر اہم اور ضروری اور کونسا کام آپ کو اُس دن پیش آگیا تھا؟ مسیح ہو جانے۔ اور اس کا ثبوت پیش کرنے سے بڑہکر کوئی کام آپکے لئے تہا تو آپ اُسکو بیان کرتے تا کہ ناظرین کو آپکے اس عذر کا محض حیلہ و بہانہ ہونا ثابت ہو۔ بعد عید شنبہ کا دن آپنے اسلئے مقرر کرانا چاہا تہا کہ آپ کو یہ علم ہو چکا تہا کہ ہمارا

کہ آن مکرم عید کے بعد یعنے شنبہ کے دن کو بحث کے لئے مقرر کرین تا فرصت اور فراغت سے ہریک شخص حاضر ہو سکے۔ خاکسار غلام احمد۔ ۹ مئی ۱۸۹۱ء

اس کا جواب

جس کو خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب کیطرف سے لکھوا دیا تھا۔

لودہانہ۔ ۹ مئی ۱۸۹۱ء نمبر ۳۷۰

جناب مکرم مرزا صاحب

بعد سلام مسنون گزارش ہے۔ آپ کے اشتہار مین دونون دعوے ہین۔ مسیح کے فوت ہونیکا دعوے۔ اور آپ کے مسیح موعود ہونیکا دعوے ان دونون دعاوی مین ایسا تلازم نہین ہے[لہ] کہ ایک کے ثبوت سے دوسرا دعوے ثابت ہو جائے۔ جیسا کہ آپ کے خط مین مرقوم ہے لہذا مین یہ چاہتا ہون کہ پہلے آپ کے مسیح موعود ہونے مین بحث ہو۔ پہر حضرت ابن مریم کے فوت ہونے مین آپ اشتہار مین یہ دونون دعوے کر چکے ہین تو اب دوسرے دعوے کی بحث سے کیون اعتراض فرماتے ہین۔ آپ کو لازم ہے کہ بیان اشتہار کے مطابق دونون دعاوے مین بحث کرنیکو مستعد ہین اور ہماری اس تجویز کو (کہ پہلے آپ کے مسیح موعود ہونے مین بحث ہو۔) منظور کر لین کیونکہ بحکم اصول مناظرہ ہمکو اختیار ہے کہ آپ کے جس دعوے پر چاہین پہلے بحث کرین۔ ہان آپ اپنے دوسرے دعوے سے دست بردار ہو جاوین۔ اور اس امر کو بذریعہ تحریر ظاہر کرین تو ہم آپ کے اسی اول دعوے پر بحث کرنیکو تیار ہین۔ مورخہ ۹ مئی ۱۸۹۱ء احقر محمد حسن عفا اللہ عنہ

مناظر (یہ خاکسار) پٹیالہ کو تیار تھی اور وہ شنبہ تک لودہانہ مین رہ نہین سکتا۔

[لہ] حاشیہ صفحہ ۰ مین عدم تلازم کی وجہ بیان ہو چکی ہے *

تنبیہ (حاشیہ صفحہ ۱۸)

نمبر ۱۲

اسکا جواب

از جانب مرزا صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب آپ خوب جانتے ہین کہ اصلی امر اس بحث مین جناب مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات ہے اور میرے الہام مین بھی یہی اصل قرار دیا گیا ہے کیونکہ الہام[1] یہہ ہے کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اُسکے رنگ مین ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"

[1] یہ الہام ابھی گھڑا گیا ہے۔ اس سے پہلے تحریرون مین اسکا نام و نشان نہین اصل الہام یہ ہوتا تو فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ جواب مباہلہ صوفی عبد الحق غزنوی مشتہرہ پنجاب گزٹ سیالکوٹ ۲۸۔ فروری۔ اور آپ کے جملہ خطوط اسمی خاکسار مین اس کا ذکر کیا جاتا۔ ان تحریرات مین تو پہلا اور اصل الہام یہی بیان کیا گیا ہے کہ "آنے والا (یا موعود مسیح) مین ہون" وفات حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر تو منجملہ تحریرات مذکورہ بعض تحریرات مین اسکے بعد ضمناً و تبعاً ہوا ہے اور بعض مین اس سے تعرض ہی نہین۔ چنانچہ حاشیہ خط نمبری (۱، ۲) مین بہ نقل عبارات سامی ثابت کیا جا چکا۔ یہہ الہام اصل تہا تو اُن تحریرات مین اسکو اصل و اول کیون قرار نہین دیا گیا۔ کہین اسکو اصل قرار دیا گیا ہے؟ تو بتائین کس تحریر مین؟ اور کب؟

حضرت! یہ من گھڑت الہام مشت بعد از جنگ کا نمونہ ہے۔ آپنے ہم پر ناحق

سو پہلا اور اصل امر الہام مین یہی یہی ٹہرایا گیا ہے کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکا ہی اب ظاہر ہے - اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے - کہ اگر آپ حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت کردین گے تو جیسا کہ پہلا فقرہ الہام کا اس سے باطل ہو گا ایسا ہی دوسرا فقرہ بھی باطل ہو جائے گا کیونکہ خدا تعالے[۱] نے میرے دعوے کی شرط صحت مسیح کا فوت

تقریر جانب غیرو ۱۲

یہ الزام لگایا تہا - خدا تعالے نے آپکو ہاتھون ہاتھ بدلادے دیا کہ آپنے دعوے مسیحائی اور اُسکی دلائل سابقہ کو شہر کرنے کے ایک مدت کی سکوت کے بعد یہ ایک نیا ہتھیار اُٹہایا" جسمین آپ کا وار خطا گیا ہمنے اُسکے مقابلہ مین یہ بات ثابت کر دکہایا کہ یہ اصل الہام نہین ہے - نئی من گہڑت ہے - اس کی مزید تفصیل حاشیہ خط نمبری (۱، ۲، ۳) مین ہوگی بصفحہ ۸۶ انتہی کلامہ الشریف

[۱] یہ ابہی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کا یہ الہام خدا کی طرف سے نہین ہے ابہی گہڑا گیا ہے اور اگر ہم اس من گہڑت کو الہام فرض کرین اور خدا کی طرف سے مان لین تو بہی اس سے وفات مسیح کا شرط اور آپکے دعوے یا الہام مسیح موعود ہونیکا مشروط ہونا ثابت نہین ہو سکتا - اس الہام مین کوئی ایسا حرف شرط مذکور نہین ہے اور نہ مقدر ہو سکتا ہے جس سے یہ شرطیت ثابت ہو اور اگر ترتیب عبارت سے اور خبر وفات مسیح کے اولاً اور پیشگوئی مسیح موعود ہونے کے ثانیاً مذکور ہونے سے یہ شرطیت نکالی گئی ہے تو یہ محض بے خبری زبان و انفی پر مبنی ہے - ترتیب ذکری سے مذکور اول کا شرط اور مذکور دوم کا مشروط ہونا ہر گز ثابت نہین ہوتا - اور حرف "اور" یا "واو" عاطفہ اس ترتیب کے مثبت نہین ہوتے - کسی اہل علم سے پوچھ لین اگر اس بات کو سمجھ نہ سکین اس شرطیت کو ثابت کرنیکے لئے اور الہام ہے تو اُسکو پیش کرین مگر یہ یاد رکہین کہ جو من گہڑت الہام اس شرطیت کے ثبوت مین پیش کرین گے اس سے ہم بحول اللہ وقوتہ شرطیت ثابت ہونے دین گے آپ جو

مثال پیش کرین جیسے ... لیکن

ہونا بیان فرمایا ہے اور بحکم اذا فات الشرط فات المشروط مسیح کی زندگی کے ثبوت سے
دوسرا دعوے میرا خود ہی ٹوٹ جائیگا۔ ماسوا اس کے میرے دعوی مثیل مسیح مین
کسی پر جبر و اکراہ[۵۱] تو نہین کہ خواہ مخواہ اسکو قبول کرو۔ صرف یہ کہا جاتا ہے کہ جسپر مسیح بن

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰

یہ ہماری لیاقت کا اثر نہین بلکہ آپ ہی کے ان الہامات کی کرامت ہے آپکے دونو
الہام اس قسم سے ہین کہ انمین ایک کا دوسرے کے لئے شرط ہونا بحکم عقل
ممکن نہین اور کوئی عاقل سلیم الحواس اول کو دوسرے کے لئے شرط نہین
ٹہیراسکتا۔ اسکی وجہ صاف اور صریح یہ ہے کہ شرط (جس سے کسی امر کے وقوع کو مشروط
کیا جائے) کا متکلم یا مخاطب کے نزدیک مشکوک ہونا ضروری ہے۔ اور جو امر یقینًا واقع
اور موجود ہو اسکے وجود سے کسی واقعی امر کو مشروط و معلق نہین کیا جاتا۔ اور آپ کا
وہ الہام جسکو آپنے پہلا الہام قرار دیا ہے ایک ایسے امر کے متعلق ہے جو اس الہام
کی رو سے یقینًا واقع اور متحقق ہو چکا ہے اور اسکے وقوع اور وجود مین اس الہام کے
ملہم (بزعم جناب خدا تعالے) اور اسکے مخاطب (خود بدولت) کو شک نہین ہے۔
لہٰذا اس امر واقعی اور متحقق الوقوع سے دوسرے الہام کو جسمین آپکے مسیح موعود ہونے
کی پیشگوئی ہے مشروط و معلق کرنا اور مثلًا یون کہدینا کہ اگر مسیح علیہ السلام فوت
ہو چکے ہین تو پہر مسیح موعود تو ہی ہو جائے گا۔ (جب مسلمانون مین تسلیم
کیا جائیگا۔) جائز نہین ہے اور کسی عاقل سلیم الحواس سے اسکا صدور ممکن نہین۔ کوئی
عاقل سلیم الحواس آفتاب کے نصف النہار کو پہنچنے کے وقت (اگر مخاطب و متکلم دونون بشیر چشم ہون اور آفتاب
کی رویت و وجود مین شک نہ رکہتے ہون) یہ نہین سکتا کہ اگر آفتاب نکلا ہے تو فلان امر واقع ہو جائیگا
کوئی ایسا کہے تو اسکو مالیخولیا یا مانومینیا یا ہسٹیریا مین مبتلا سمجہا جائیگا۔ آپ علوم عقلیہ کو مری ہوئی
کیڑی کی مانند جانتے ہین چنانچہ فتح الاسلام کے صفحہ (۳۳) لکہہ چکے ہین و بنا بر علیہ ان علوم سے
ناواقف نہین تو کیا کتب نحو مین بہی نظر نہین رکہتے یا بہول گئے ہین تعجب التعجب!! افسوس! افسوس!!

[۵۱] فتح الاسلام مین اپنے مسیح موعود ہونے کو آپ جبرًا قبول کرانا چاہا اور اس سے انکار

مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہو جائے پھر وہ خدا تعالے سے ڈر کر میری صحبت میں رہ کر میرے

کرنیوالون کو خوب ڈرایا اور دھمکایا ہے چنانچہ اسکے صفحہ (۱۰) مین آپ اپنا مسیح موعود
ہونا بیان کر کے صفحہ ۱۱ مین فرماتے ہین پس ہر ایک کو (اسمین آپنے یہ قید نہین لگائی
کہ جسپر حضرت مسیح بن مریم کا فوت ہوجانا ثابت ہو) چاہئے کہ اس سے (یعنے آپکے
مسیح موعود ہونے سے) انکار کرنے مین جلدی نکرے تا خدا سے لڑنے والا نہ ٹھہرے
دنیا کے لوگ جو تاریک اور اپنے پُرانے خیالات پر جمے ہوئے ہین وہ اسکو قبول
نہین کرینگے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو انکی غلطی انپر ظاہر کر دیگا۔
دُنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہین کیا لیکن خدا تعالے اسے قبول
کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔"

تفسیر مانستیہ صفحہ ۱۱

اسی سلسلہ مین اور اسی دعوی مسیحائی کے بعد آپ صفحہ ۵۷ و ۵۸ مین اسی رسالہ کے
لکھتے ہین۔

"جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُسکو چھوڑتا ہے جس نے مجھے۔ بھیجا ہے
اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے۔ جسکی طرف سے مین
آیا ہون۔ میرے ہاتھ مین ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے
ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی
سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت مین ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا
حصن حصین مین ہون جو مجھ مین داخل ہوتا ہے۔ وہ چورون اور قزاقون
اور درندون سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیوارون سے
دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اسکو موت درپیش ہے۔! اور اس کی لاش
بھی سلامت نہین رہیگی" +

دعوے کی آزمایش کرے۔ اب ظاہر ہے کہ پہر وفات حیات پر قرعہ؎۱ پڑا۔ بہر حال یہی امر حقیقی اور طبعی طور پر مبحوث عنہ اور متنازعہ فیہ ٹہرتا؎۲ ہے۔ ماسوا اسکے آپ کی غرض دوسری

(تتمہ حاشیہ صفحہ (۸۲))

مگر اس مقام مین آپ لوگون کو اپنے مسیح ہونے کی تسلیم و عدم تسلیم مین آزادی دیتے اور یہہ فرماتے ہین کہ مین اپنے مسیح موعود ہونے کے تسلیم و قبول پر کسیکو مجبور نہین کرتا۔ صرف یہہ کہتا ہون کہ جسپر مسیح بن مریم کا فوت ہوجانا ثابت ہو وہ میرے صحبت اختیار کر کے میرے دعوے مسیح موعود ہونے کی آزمایش کرے" جو تخویف و ترہیب فتح الاسلام کے بالکل مخالف ہے۔

اب اگر اس آزادی کو دل سے سمجہا جائے تو وہ دہمکی فتح الاسلام کی لغو بلکہ کذب ٹہرتی ہے اور اگر وہ دہمکی دل سے ہے اور کچہہ صحت و اصلیت رکہتی ہے تو یہ آزادی صرف دہوکہ دہی ہے۔

بہر حال وہ دہمکی اور یہ آزادی دونون صحیح نہین ہوسکتین۔ اور دونون مین سے ایک ضرور آپ کے صدق مقال اور استقامت حال کو ٹبہ لگاتی ہے۔ ہان اگر آپ ایک مین غلطی یا خطا کا اقبال کرین تو اس الزام سے آپ بری ہوسکتے ہین۔ مگر یہ آپ سے نہ کبہی ہوا ہے۔ اور نہ آیندہ ہوگا کیونکہ اس سے آپکے خیال باطل و ادعاء ظل "قطعیت الہامات" کو ٹبہ لگتا ہے۔ اور یہہ ہم سے نہین ہوسکتا اور نہ ہوگا کہ آپ کی اس قسم کے مغالطات پر خاموش رہین اور آپ کے دہوکے لوگون پر ظاہر نکرین۔

؎۱ یہ تب ہوتا جب آپ کا مسیح موعود ہونا الہام وفات مسیح سے مستنبط ہوتا یا وہ اسکے فرع اور یہ اسکے شرط ہوسکتا۔ ان باتون کا بطلان حواشی سابق مین ظاہر ہوچکا ہے۔ پہر یہ قرعہ کیسا۔

؎۲ ایسا تہا تو پہلے تحریرات مین کیون اسکو مبحوث عنہ قرار ندیا۔ مشتی کہ بعد از جنگ یاد آید ——

بحث سے جوآپکے دلمین ہے وہ اس بحث مین ہی بخوبی حاصل ہو جاتی ہے - کیونکہ مین اقرار کرتاہون اور حلفاً کہتاہون کہ اگرآپ مسیح کا زندہ ہونا کلام الٰہی سے ثابت کردین گے تومین اپنے دعوے سے دست بردار ہو جاؤن گا اور الہام کو شیطانی القا سمجھ لونگا اور توبہ کرونگا [ف] اب حضرت اس سے زیادہ کیا کہون - خداتعالے آپ کے دل کو آپ سمجہاوے - مگر یہ کہ اول قرآن کریم کی روسے دیکھا جائیگا کہ کس کس آیت کو آپ حضرت مسیح بن مریم کے زندہ ہونے کے ثبوت مین پیش کرتے ہین - اور اگر وہ بغیر کسی جرح قدح کے وہ ثبوت آیۂ مسلم ٹھہریگا تو پہلا پہر کسکی مجال ہے کہ اس سے انکار کر جائے - لیکن اگر قرآن شریف سے آپ ثابت نکرین گے تو پہر آپ کو اختیار ہوگا کہ بعد تحریری اقرار اس بات کے قرآنی ثبوت پیش کرنیسے ہم عاجز ہین احادیث صحیحہ [ف۲] غیر متعارضہ کو اس ثبوت کے لئے آپ پیش کرین - اور جب آپ ایسا ثبوت دے چکین گے تو منصفین ترازوی الف

ف۱ حضرت توبہ تو آپ مدت کی کر چکے ہین اور بنا بر بیان حافظ محمد یوسف صاحب اس دعوے مسیح موعود ہونے پر خلوت مین پچہتاتے اور افسوس ظاہر کر چکے ہین مگر بر طبق **بیت** استادم اگفت کہ تو توبہ کن - من کنم دل نکند من چہ کنم - آپ کا دل نہین مانتا کہ اس توبہ کا اظہار و عام اشتہار کرین - کیونکہ اس مین کساد بازاری متصور ہے اور دکان بند ہوتی ہے - یہی سوچکر آپ اپنے خط نمبری ۳ و نمبری ۵ مین جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ مین بصفحہ نمبر ۳۶۰ و صفحہ ۳۶۹ منقول ہین فرما چکے ہین کہ یہ عاجز اس بصیرت اور علم سے اپنے تئین نابینا نہین کر سکتا - جو حضرت احدیت جلّ شانہٗ نے بخشا ہے - پہر اس مقام مین اس علم و اعتقاد سے توبہ کرنے کا وعدہ فقرہ بازی اور دہوکہ دہی نہین تو کیا ہے؟

ف۲ یہ قید اپنے ان احادیث صحیحہ کی رد و انکار کے لئے لگائی ہے جنمین حضرت

لیکن خود جانچ لین گے کہ کسطرف پلہ ثبوت بھاری ہے والسلام علی من اتبع الھدے

مرزا غلام احمد

لودہانہ - ۹ مئی **اسکا جواب** نمبر ۳۷۱

جو خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب کیطرف سے لکھوایا

مکرمی جناب مرزا صاحب - بعد سلام مسنون گزارش ہے -

(۱) آپنے یہ الہام کسی رسالہ مین باین الفاظ و ترتیب نقل نہین کیا کہین منقول ہے تو بتایئے -

(۲) اس الہام کے الفاظ سے اگر ان کو تسلیم کر لیا جاوے نہ شرطیت ثابت ہے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۸۴

مسیح علیہ السلام کے حلیہ مین کسیقدر لفظی اختلاف و ظاہری تعارض پایا جاتا ہے جیسے ایک حدیث مین آپ کی رنگت کا گندم گون ہونا مذکور ہے دوسری مین سرخ ہونا مگر آپ کو یہ معلوم نہین (اور معلوم ہو کیونکہ جب آپ حدیث کے کوچہ سے آشنا نہین) کہ یہ تعارض اٹھایا گیا ہے - اور گندم گون ہونا اور سرخ رنگ ہونا باہم یون متوافق ہو سکتے ہین کہ گندم گونی سرخی کے ساتھ ہو - چنانچہ لاکھون اشخاص ایسے نظر آتے ہین کہ گندم گون ہونے کے ساتھ سرخ رنگ بھی ہین -

آپنے امام الائمہ ابن خزیمہ کا یہ قول نہین سنا (اور کیونکر سنتے جب آپ فن حدیث سے محض نابلد ہین) کہ مین ایسی کوئی دو حدیثین نہین دیکھتا جو صحیح اسناد کے ساتھ آنحضرت صلعم سے مروی ہون اور وہ آپسمین متعارض ہین

وقد روینا عن محمد بن اسحق ابن خزیمہ الامام انہ قال لا اعرف انہ روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثان باسنادین صحیحین

نہ دونون الہامون کا تلازم۔

(۳) آپنے جملہ تحریرات و اشتہارات مین یہ دونون مستقل دعوی کئے ہین بلکہ آپنے

یعنے جمع نہو سکین جسکے پاس ایسی دو حدیثین ہون وہ میرے پاس لائے ہین انکو باہم متوافق کر دون یعنے ظاہری تعارض اُٹھا دون۔ ایسا ہی امام ابن الصلاح	متضادین فمن کان عندہ فلیاتنی بہ لاالف بینہما۔ (کتاب علوم الحدیث المشہور بمقدمہ ابن الصلاح) تفسیر ثنائی جلد ۵ صفحہ ۵۵

کے علوم الحدیث مین انسے منقول ہے۔

لہ شرطیت کی نفی صفحہ (۸۰) مین مدلل ہو چکی ہے اور تلازم کی نفی بصفحہ (۷۶)

لہ اپنے رسالہ فتح الاسلام مین جو آپکے دعوے کا مفتح ہے چار صفحات (نمبر ۱۰۔ ۱۵-۱۷-۲۳) مین آپنے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ہے۔ چنانچہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۲ نمبر ۱۲ کے صفحہ ۳۰۵ مین ان صفحات کی عبارات نقل ہو چکی ہین۔ ان چارون صفحہ مین کہین آپنے یہ دعوے نہین کیا۔ (جسکو اب اصل دعوی بتایا جاتا ہے) کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہین۔ اس رسالہ مین صرف ایک اور جگہہ (صفحہ ۲۵ مین) حضرت مسیح کے فوت ہونیکا ذکر ہے سو بہی نہ بطور مستقل دعوی بلکہ اس اجنبی بیان کے ضمن مین کہ لوگ میرے ساتھ باتستہزا ء پیش آوین تو کوئی افسوس کا مقام نہین کیونکہ مجھ سے پہلے نبیون سے بہی ٹھٹھا ہوا ہے"۔ اور اس کی تنظیر مین ذکر ہوا اور یہ کہا گیا ہے کہ ایک دفعہ اسکو اپنے زعم مین صلیب پر چڑہا کر قتل کر دیا۔ مگر چونکہ ہڈی نہین توڑی گئی ہتی۔ اس لئے وہ ایک خوش اعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچگیا۔ اور بقیہ ایام زندگی بسر کر کے آسمان کی طرف اُٹھایا گیا"۔

اور اس سے پہلے (صفحہ ۱۰ مین) بہی ایک تمثیل کے ضمن مین کہا گیا ہے کہ

مسیح موعود ہونیکا دعوے آپکا پہلا دعوے ہے - اب آپ اس دعوے کو پہلے
دعوے کے فرع اور اس کے تابع قرار دیتے ہین تو صاف الفاظ سے کہین کہ ہمنے اس
دعوے کو مستقل ٹہرانے مین غلطی کی ہے - اس اقرار کے بعد آپ کا فرض ہوگا کہ اولاً

تتمہ بحث صفحہ ۷۵

مسیح کی روح پہیر روبس کے عہد حکومت مین بہت تکلیف کے بعد آسمان کی طرف اٹہائی گئی - مگر اسمین یہ تصریح نہین ہے کہ روح بلا جسم اُٹہائی گئی یا معہ جسم اور نہ اسمین اور بیان صفحہ ۲۵ مین کہین یہ تصریح ہے کہ ان دو مقامون مین جو کچھہ کہا گیا ہے وہ الہام ہے یا الہام مسیح موعود ہونے کی شرط یا اسکا مبنیٰ و اصل ہے -

ان دو مقام کے سوا اس رسالہ مین حضرت مسیح کی موت کا کہین ضمنی اور تبعی وتمثیلی ذکر بہی نہین ہے -

اور آپکے دوسرے رسالہ توضیح مرام مین ایک جگہہ بصفحہ ۸ حضرت مسیح کے فوت ہوجانیکا ذکر ہے سو بہی نہ بطور بیان الہام اور نہ بطور دعوے بلکہ دعوے عدم نزول حضرت مسیح ابن مریم کے ثبوت پر ایک دلیل کے ضمن مین بیان ہوا ہے چنانچہ پہلے بصفحہ ۷ عیسائیون پر انکے قرارداد اور ان کے اعتقاد کے مطابق یہ الزام قائم کیا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام بہشت مین داخل ہو چکے ہین اور جو بہشت مین داخل ہوتا ہے وہ پہر اس سے خارج نہین ہوتا پہر بصفحہ ۸ لکہا ہے کہ قرآن شریف مین اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت مین داخل ہونے کا بہ تصریح کہین ذکر نہین لیکن انکے وفات پاجانے کا تین جگہہ ذکر ہے اور مقدس بندون کے لئے وفات پانا اور بہشت مین داخل ہونا ایک ہی حکم مین ہے "

اور اسکے مقابل دعوے مسیح ہونیکو بالاستقلال بیان کیا اور اسکو الہام قرار دیا ہے چنانچہ شروع رسالہ مین بصفحہ (۱) لکہا ہے " اور نیز یہ بہی مین

آپ دعوے وفات مسیح علیہ السلام کو دلائل سے ثابت کرین - پھر ہم اس دعوے مین کلام کرین گے - انشاء اللہ تعالے -

خاکسار محمد حسن

نشان صفحہ ۸۷

بیان کر چکا ہون کہ اس نزول سے درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول مراد نہین بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مسیح کے آنے کی خبر دیگئی ہے جسکا مصداق حسب الہام و اعلام الٰہی یہی عاجز ہے "

ان دونون مقام کے بیان کو ادنے توجہ انصاف کے ساتھ دیکھنے سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ دعوے مسیحائی آپکا اصل اور پہلا اور مستقل دعوے ہے اور دعوے وفات حضرت مسیح دعوے عدم نزول حضرت مسیح کی دلیل کا ایک جزء یا مقدمہ ہے وبس -

اور آپ کی تیسری تحریر (جواب مباہلہ صوفی عبدالحق غزنوی جو پنجاب گزٹ سیالکوٹ ۲۸ - فروری ۱۸۹۱ء مین شائع ہوئی ہے) مین بھی اصل اور پہلا الہام اسی دعوے مسیح موعود ہونے کو قرار دیا گیا ہے - اور دعوے وفات مسیح کو اس الہام کے بعد بیان کیا ہے - چنانچہ آپ فرماتے ہین - یہ بات سچ ہے کہ اللہ جلشانہ کی وحی والہام سے مینے مثیل مسیح ہونیکا دعوے کیا ہے اور یہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارہ مین پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ مین خبر دیگئی ہے - اور وعدہ دیا گیا ہے سو مین الہام کی بناپر اپنے تئین وہ موعود مسیح سمجھتا ہون - جسکو دوسری غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہین × × × لیکن میرے پر کھولدیا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم جسپر انجیل نازل ہوئی تہی فوت ہو چکا ہے "

اس خط کا جواب دینے سے مرزا صاحب نے صاف انکار کر دیا۔ اور یہ کہا کہ مین بار بار کیا لکہون۔ اور ایک ہی بات کا اعادہ کہانتک کرون۔ اور ۹ مئی سے ۲۷ تک ہمارے جواب و خطاب سے سکوت کیا۔ جس سے اکثر احباب اولے الالباب فریقین کو یقین ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوے مسیحائی سے گریز۔ اور ادعار مباحثہ سے فرار اختیار کیا ہی لہذا آیندہ مباحثہ موقوف ہوا۔ آخر جب بعض احباب سکناے ریاست پٹیالہ نے آپکے پاس لودہانہ پہنچکر اس گریز و فرار کے سبب آپکو منفعل کر کے مباحثہ پر مجبور کیا۔ تو آپنے کرہاً و جبراً پہر مباحثہ پر اپنے آپ کو آمادہ کیا۔ اور ۲۷ مئی کو مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہانہ کے نام ایک خط لکہا۔ جسمین دعوے مسیحائی مین مباحثہ کرنیکو منظور کیا۔ مگر اسمین بہی ایک راستہ گریز کے لئے رکہہ لیا اور یہ تحریر کر دیا کہ درمیانی شروط کا تصفیہ مباحثہ سے ایک روز پیشتر ہو گا۔ اور اپنی مراسلت ماقبل ۲۷ مئی کو اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ ۳۰ مئی ۱۸۹۱ء کے ضمیمہ مین چہپوا دیا اور اسمین ایک تو بددیانت و امانت کا کام کیا کہ ہمارے آخری خط نمبری ۱۷، ۳ کو نہ چہپوایا۔ دوسرا تہذیب دروحانیت کا کام کیا۔ کہ ایڈیٹر اخبار سے خوب تبرا کہلایا اور آیندہ کی مخالفت پر زیادہ

تفصیل حاشیہ صفحہ (۸۸)

اور اپنی چوتہی تحریر (اشتہار ۲۶۔ مارچ ۱۸۹۱ء) اور پانچوین تحریر (اشتہار ۳۔ مئی ۱۸۹۱ء) مین گو دعوے وفات حضرت مسیح کو آپنے اولاً۔ اور دعوے مسیح موعود ہونے کو ثانیاً ذکر کیا ہے۔ مگر اس ذکر و بیان مین ایسا کوئی لفظ یا حرف آپ کی قلم سے نہین نکلا۔ جس سے دعوے اول کا اصل یا شرط ہونا اور دعوے دوم کا فرع یا مشروط ہونا ثابت ہو۔ بلکہ ان دونون تحریرون مین یہ دونون دعوے آپنے مستقل طور پہ کئے ہین۔ ادر

تبرا کہنے کا ڈر سنایا۔

دونون کی نسبت الہام ہونے کا دعوے آپ کی کلام مین موجود ہے
اور آپکے جملہ خطوط مین جو اشاعۃ السنت نمبر ۱۲ جلد ۱۲
مین شائع ہوئے ہین حضرت مسیح کی وفات کا ذکر و نام و نشان
تک پایا نہین جاتا۔ بلکہ ہمارے اس استفہام انکاری کے مقابلہ
مین کہ کیا آپ مسیح موعود ہین آپ کا یہی دعوے و اقرار مستمر رہا ہے
کہ مین مسیح موعود ہون۔

اپنی خط نمبر اول مین آپنے یہ مجمل اقرار کیا ہے۔ اور خط
نمبری ۲ مین آپنے یہہ فرمایا ہے "مگر جو خدا تعالے نے اس عاجز
پر کہولا ہے صرف اتنا ہے کہ یہہ عاجز روحانی طور پر مثیل مسیح ہی
اور روحانی طور پر موعود بہی ہے۔ اور نیز یہہ کہ کوئی مسیح آسمان سے
خاکی وجود کے ساتھ اُترنے والا نہین"

اور آپکے خط نمبر ۹۰ مین جو نمبر (۲) جلد ۱۳ مین منقول ہین گو وفات حضرت مسیح
کا ذکر بہی ہوا ہے مگر اسکو بہی آپنے اصل اور پہلا دعوی قرار نہین دیا۔ بلکہ پہلا دعوی
انکا یہی دعوی مسیحائی ہی۔ اور دعوی وفات مسیح دوسرے درجہ کا بطور علاوہ یا ضمیمہ (جسکو بلفظ
"نیز" اور "ساتھ ہی اسکے" شروع کیا گیا ہی) ہے۔

خط نمبر ۹ مین آپ لکہتی ہین "مین مثیل مسیح ہون اور نیز حضرت مسیح بن مریم درحقیقت
وفات پا گئے ہین" اور خط نمبر ۹ مین لکہتے مین "مین مثیل مسیح ہونیکا مدعی ہون اور ساتھ
اسکے یہ بہی کہتا ہون کہ حضرت مسیح بن مریم درحقیقت فوت ہو چکے ہین"

آپکے ان تصریحات و عبارات کو جنکا خلاف پہلے کہین پایا نہین گیا احمق سے

ہر چند آپکے دو دفعہ[ف۱] کے فرار اور تین ہی دفعہ[ف۲] کی تبرا بازی پر آپ اس امر کے مستحق نہ تہے کہ آپ کے دعوے مباحثہ کی اجابت کیجاتی یا کسی مضمون کی آپ سے کتابت عمل مین آتی۔ مگر صرف مسلمانون کی نصیحت اور ہدایت اور آپکے مغالطات سے ان کی خیانت کی نیت سے آپکی دعوت مباحثہ کو قبول کیا گیا۔ اور ۲۹۔ مئی کو خط متضمن منظوری مولوی محمد حسن صاحب کے نام لکہا گیا۔ اور اس مین آپکے گریز کا رستہ ہی بند کر دیا گیا۔ اور یہ معروض ہوا کہ جو شرائط مباحثہ سے ایک دن پہلے طے کرنا چاہتے ہین وہ آپ سے طے کر لین ایسا نہو کہ عین موقع پر کسی شرط کے نامنظوری کے عذر سے پہر فرار وقوع مین آوے۔

وہ خط مرزا صاحب اسمی مولوی محمد حسن کا یہ ہے:۔

نمبر ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس عاجز کی گزارش یہ ہے کہ اب فتنۂ مخالفت ہر جگہہ بڑہتا جاتا ہے اور مولوی محمد حسین صاحب جس جگہہ پہنچتے ہین یہی وعظ شروع کی ہے کہ یہ شخص ملحد اور دین سے خارج اور کذاب اور دجال ہے۔ مین نے اول

[ف۱] پہلی دفعہ اپنے خط نمبری ۱۰ مین فرار اختیار کیا (صفحہ ۳، نمبر ۳ ملاحظہ ہو) دوسری دفعہ ہمارے خط نمبر ۱۱،۳ کی جواب سے اعراض فرما کر در حال رقعہ کو یہ کہکر کہ ایک ہی بات کا مین کہانتک اعادہ کرون۔ (صفحہ ۸۰ رسالہ ہذا ملاحظہ ہو۔)

[ف۲] پہلی دفعہ اشتہار ۲۶ مارچ مین (صفحہ ۵ د) وصفحہ (۳۰۴ جلد ۱۲) اشاعۃ ملاحظہ ہو۔)

دوسری دفعہ رسالہ قول فصیح مین۔ اس رسالہ کا صفحہ (۳۲ و ۵ وغیرہ) ملاحظہ ہو

تیسری دفعہ ضمیمہ اخبار سیالکوٹ مین (صفحہ ۷ و ۹۰ ملاحظہ ہو۔)

نرمی سے یہ عرض[1] کیا تہا کہ میرا مسیح ہونیکا دعوے مبنی برالہام ہے اور جو امور محض الہام پر مبنی ہون وہ زیر بحث نہین آسکتے بلکہ خدا تعالے رفتہ رفتہ انکی سچائی آپ ظاہر کرتا ہے۔ ہان مسیح کی وفات یا حیات کا مسئلہ گو میرے الہام کا اصل[2] الاصول ہے مگر بباعث ایک شرعی امر ہونے کے زیر بحث آسکتا ہے اور اگر مسیح کی زندگی ثابت ہوجائے تو میرا دعوے مؤخر الذکر خود ہی ٹوٹ[3] جاتا ہے۔ لیکن یہہ عرض میری منظور نہین کیگئی۔ اور اصل حقیقت کو محرف کر کے منشی سعد اللہ صاحب نے جو چاہا چہپوا دیا اور لوگون کو فتنہ مین ڈالنے کی کوشش کی اور میرے پر یہ الزام بہی لگایا جاتا ہے کہ وہ لیلۃ القدر سے منکر ہین اور ایسکے خلاف اجماع معنے کرتے ہین اور یہ بہی الزام لگایا گیا ہے کہ ملائک کے وجود سے منکر ہین اور ملائکہ کو صرف قوتین سمجہتے ہین۔ حالانکہ یہہ سارے الزام محض بہتان[4] ہین۔ یہ عاجز اسی طرح ان سب باتون پر ایمان رکہتا ہے جو قال اللہ اور قال الرسول سے ثابت ہین اور سلف صالحین[5] کا گروہ ان کو مانتا ہے سو اس وقت مجہے خیال ہے کہ میرا ہر حالمین خدا تعالے ناصر[6] ہے۔ مجہے ہر طرح سے اتمام حجت کرنا چاہئے۔ لہذا مکلف

عہ۱ محض دروغ ہے سچے ہو تو بتاؤ کس خط مین؟ یا کس تحریر مین؟

عہ۲ مطلبش دربطن قائل حاشیہ صفحہ (۷۶) ملاحظہ ہو۔

عہ۳ بالکل غلط اور مغالطہ ہے۔ صفحہ (۷۶) ملاحظہ ہو۔

عہ۴ جو کچہہ مجیبی منشی سعد اللہ صاحب نے لکہا ہے آپکی کلام مین موجود ہے چنانچہ اشاعۃ السنت نمبر ا جلد ۱۳ کی صفحہ ۵ وغیرہ مین بحوالہ صفحات رسائل جناب منقول ہوا اور تفصیل اسکی ریویو مین ہوگی

پہر دعوی بہتان سراسر طوفان نہین تو کیا ہے۔

عہ۵ محض کذب وصریح مغالطہ ہے سلف صالحین سے ایک شخص بہی آپکے مخترعات کا قائل نہین چنانچہ مضمون ریویو رسالہ اشاعۃ السنت سے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ ع چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد

عہ۶ نہین نہین آپکے مخترعات کا خدا ناصر نہین ہے وہ اپنے دین کا ناصر ہے۔ اور انتحال مبطلین اور تاویل ملحدین کو باطل کرتا ہے۔

ہون کہ مین نے مولوی محمد حسین صاحب کی یہ درخواست بہی منظور کی کہ مسیح موعود مین بحث کیجائے مگر بحث تحریری ہوگی اور تحریر مین کسی دوسرے کا ہرگز دخل نہین ہوگا کیونکہ اب مین ایک مہجور[۱] کی طرح آدمی ہون۔ میرے ہاتہون کی طرح کسی دوسرے کے ہاتھ یہ کام نہین کرینگے۔ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے ہاتھ سے لکھین اور مین اپنے ہاتھ سے لکھونگا۔ درمیانی شرائط کا تصفیہ بحث سے ایک دن پہلے ہوجائے لیکن دس روز پہلے مجھے خبر ملنی چاہئے تا لوگ جو شکوک و شبہات مین غرق ہوگئے ہین اُنکو بذریعہ اشتہارات و خطوط مین بلالون۔ اور تا اس بحث سے ایک عام نفع مترتب ہو اور ہر روز کا جھگڑا طے ہوجائے۔ آپ پر یہہ فرض ہے کہ آپ براہ مہربانی آج محمد حسین[۳] صاحب کو اطلاع دیدین اور بحث سے دس دن پہلے مجھے مطلع فرماوین۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۲۷ مئی ۱۸۹۱ء

اسکا جواب جو خاکسار نے مجتبی مولوی محمد حسن سے لکھوایا

مکرمی جناب مرزا صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

جناب کے خط مورخہ ۲۷ مئی سے جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کو اطلاع دیگئی

---

[۱] آنچہ دانا کند کند نادان۔ لیک بعد از خرابی بسیار۔

[۲] ابہی کیا ہے آیندہ دیکہئے گا۔ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔ آگے آگے دیکہئیے ہوتا ہے کیا۔

[۳] پہلے حضرت و مخدوم و محدث تہے۔ پہر مشفق مولوی صاحب بنے۔ اب صرف محمد حسین رہ گئے آیندہ دیکہئے کیا خطاب ملتا ہے ہمکو مرزا صاحب یا کسی اور مہربان سے مخدوم مولوی کہلانے کی حرص نہین ہے۔ اس تذکرہ سے ہمکو یہ ایک نتیجہ نکالنا ہے کہ مرزا صاحب جو لوگون کے خطاب مین تواضع پیش آتے ہین اور ان کو مخدوم وغیرہ خطابات سے یاد کرتے ہین وہ اخلاص پر مبنی نہین ہے من ترا حاجی بگویم تو مرا۔ کی اصول پر مبنی ہے۔

مباحثے کے لئے آپ جو تاریخ مقرر کرینگے اسپر مولویصاحب کو تیار سمجھین۔ لیکن شرائط کے لئے جو آپنے لکھا ہے کہ **درمیانی شرائط کا تصفیہ ایک دن پہلے ہو جائے** ۔ وہ اسکو منظور نہین کرتے ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ شرائط کا تصفیہ ابھی پہلے ہوجانا چاہئے۔ اور ابھی بذریعہ تحریر شرائط کو ٹھیک کر لینا چاہئے۔ اسلئے گزارش ہے کہ میرے مکان پر بحث ہو۔ اپنے مکان پر انتظام کا ذمہ وار مین خود ہون۔ تحریر فریقین اپنے اپنے ہاتھ سے کرین یا کوئی نویسندہ مقرر کرین اسمین اختیار ہے۔ اثبات دعوے مع دلائل آپ پیش کرین۔ اور اس پر جانب ثانی جو جواب دینا چاہین دین۔ ختم وقطع بحث وکلام کے لئے کوئی حاضرین سے منصف ہو جائے۔ کسیکی منصفی منظور نہو تو جو فریق چاہے کلام قطع کر دے اور منصفی کو ناظرین پر چھوڑ دے۔ آپ جو شرائط اور مناسب سمجھین۔ اس سے اطلاع دین۔ یا ان مین اگر کوئی تغیر وتبدل چاہین تو لکھین۔

۵۔ جون ۱۸۹۱ء خاکسار محمد حسن عفا اللہ عنہ

اس خط کے جواب مین جو خط مرزا صاحب نے مجتبی مولوی محمد حسن کے نام تحریر کیا۔ اور اس مین شرائط فاسدہ کو درج کیا۔ وہ یہ ہے :۔

نمبر ۱۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا شرائط مندرجہ ذیل ہونی چاہئین۔

(۱) جلسہ بحث آپکے مکان پر ہو اور امن قائم رکھنے کے لئے تمام انتظام آپکے ذمہ ہوگا۔ یہ بات قریب یقین کے ہے کہ چھ سات ہزار آدمی تک اس جلسہ مین جمع ہو جائینگے ایسا مکان تجویز کرنا آپ ہی کے ذمہ ہوگا۔ میرے نزدیک یہ بات نہایت ضروری ہوگی کہ کوئی

یوروپین افسر اس جلسے مین ضرور تشریف رکھتے ہون کیونکہ اسطرف چند آدمی اور دوسری طرف صدہا آدمی ہونگے اور اکثر بدزبان اور مکفر ہونگے۔ بغیر حاضری کسی یوروپین کے ہرگز انتظام نہین ہوسکتا۔ لیکن اگر آپکے نزدیک یوروپین افسر کی ضرورت نہین تو اول مجھے اپنی دستخطی تحریر سے مطلع فرمادیجئے کہ مین کامل انتظام گروہ مفسد خیال لوگون کا کرلونگا۔ اور ان کا موہنہ بند رہیگا۔ اور کسی یوروپین افسر کی کچھ ضرورت نہین ہوگی۔ اسصورت مین مین یہ شرط بہی چہوڑ دونگا۔ پہر اس تحریر کے بعد ہر ایک نتیجہ کے آپ ہی ذمہ دار ہونگے

(۲) بحث تحریری ہر ایک فریق اپنے ہاتھ سے لکہے اور جو شخص لکہنے سے عاجز ہو وہ اول یہہ عذر ظاہر کرکے کہ مین لکہنے سے عاجز ہون دوسرے سے لکہا دیوے کیونکہ اپنے ہاتھ سے لکہا ہوا اول درجے پر سند کے لائق ہوتا ہے اور دوسرون کی تحریرین اگرچہ بتصدیق کیجائین مگر پہر بہی اس درجے پر نہین پہنچتین۔ کیونکہ ان مین تحریف کاتب کا ا‌ندیشہ[۱] ہوسکتا ہے۔

(۳) پرچے پانچ ہونے چاہئین جو صاحب اول لکہے ایک پرچہ زائد انکا حق ہے اور مولوی محمد حسین صاحب کو اختیار ہوگا چاہین وہ پہلا پرچہ لکہنا منظور کرلین یا اس عاجز کا لکہنا منظور رکہین۔ جسطرح پسند کرین مجہے منظور ہے۔[۲]

(۴) ہر ایک پرچہ فریقین کی ایک ایک نقل بعد دستخط[۳] صاحب راقم فریق ثانی کو

---

[۱] بعد تصدیق د ملاحظہ یہ عذر ناممکن ہے۔

[۲] یہ امر آپنے اب منظور کیا۔ خط نمبری (۹) مین اس سے اصرار کے ساتھ انکار تہا۔ یہان سے آپ کی وقعت رائے کا اندازہ ہوسکتا ہے

[۳] جب تحریر کا دستخطی ہونا قرار پایا تو پہر شرط دستخط کے کیا معنے۔ آپ کی رائے کو ناظرین دیکہین۔

اسی وقت بلا توقف دیجاوے اور پہر جلسہ عام مین وہ پرچہ آواز بلند سے سنا دیا جاوے

(۵) اس بحث مین تقریرا یا تحریرا کسی تیسرے آدمی کا ہرگز دخل ہنو نہ تصریحا نہ اشارتا نہ کنایتہ اور جلسہ بحث مین کسی کتاب سے مدد نہ لیجائے۔ بلکہ جو کچھ فریقین کو زبانی یاد ہے وہی لکہا جاوے۔ تا تکلف اور تصنع کو اسمین دخل ہنو^۱^ لیکن اگر کوئی فریق یہ ظاہر کرے کہ مین بغیر کتابون کے کچھ لکھ نہین سکتا تو پہلے یہ تحریری اقرار اپنی عجز بیانی کا دیکر پہر اسی کتاب سے مدد لینے کا اختیار ہوگا۔

(۶) اگر کوئی فریق بعض امور تمہیدی قبل از اصل بحث پیش کرنا چاہے تو^۲^ فریق ثانی کو بہی اختیار ہوگا کہ ایسے ہی امور تمہیدی وہ بہی پیش کرے مگر دونون کی طرف سے یہ تمہیدی امور ایک ایک پرچہ تحریری طور پر پیش ہونگے ایسے پرچہ کی نسبت فریقین کو اختیار ہوگا کہ جو پہلے لکہہ رکہا وہی پیش کردے لیکن دوسری تمام تحریر روبرو جلسہ کی ہوگی کوئی تحریر اپنے گہر سے لکھی ہوئی پیش نہین کیجائے گی۔

(۷) بحث صبح کے چھ بجے سے دن کے گیارہ بجے تک ہوگی اور اگر ایک جلسہ کافی نہوگا تو پہر دوسرے جلسے مین اور اگر دوسرا بہی کافی نہو تو تیسرے دن تک ہو سکتی ہے۔

(۸) پرچون کی تحریر کا وقت مساوی ہونا چاہئے۔

(۹) بحث کے دن سے پہلے دس روز ہمین اطلاع ہونی چاہئے کیونکہ اس بحث

---

^۱^ یہ صرف بہانہ اور بناوٹی علت ہے۔ کتاب سے نقل پیش کرنے مین تکلف کیا ہی اور تصنع کیسا منصفین۔ انصاف کرین۔

^۲^ یہ بہی بعماز خرابی بسیار منظور ہوا۔ خط نمبر (۹) مین تو آپ اصول تمہیدی کو لغو کہہ چکے ہین۔ آپکی متانت اور استقلال رائے کو دیکہنا چاہئے۔

کے دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آئنوالے ہین۔

(۱۰) بحث جلسہ[۱] عام مین ہوگی اور یہ عاجز اپنے دوستون کو اطلاع دینے کے لئے ایک اشتہار چہاپ کر شائع کریگا اور فریق ثانی کا اختیار ہوگا چاہئے وہ بہی اشتہار شائع کرے یا نکرے۔

(۱۱) حاضرین کی منصفی کی کچھ ضرورت نہین اور نہ ہو سکتی ہین۔ بلکہ دونون فریق کی تحریرین اخبارات اور اشتہارات کے ذریعہ سے پبلک کے سامنے رکہی جائینگی۔ تب لوگ عام طور پر خود انصاف کرلینگے۔ راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۶ جون ۱۸۹۱ء از لودہانہ محلہ اقبال گنج

اسکا جواب جو خاکسار نے مولوی محمد حسن صاحب سے لکھوایا:۔

نمبر ۳۹ مکرمی جناب مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خط مورخہ ۶۔ جون ۱۸۹۱ء مین جو شروط جناب نے پیش کی ہین اُن مین اکثر شروط فاسدہ[۲] ہین۔

(۱) آپکی پہلی شرط کہ مکان چہہ سات ہزار آدمی کے لائق ہو اور پہر ذمہ داری خاکسار کی طرف سے ہو ناقابل قبول شرط ہے۔ مین نے صرف اپنے مکان مین ذمہ داری کا وعدہ کیا ہے اور میرے مکان مین جسقدر آدمیون کی گنجائش ہے جناب کو معلوم ہے۔ پہر مین اس شرط کو کیونکر قبول کر سکتا ہون۔ آپ میری تحریر سابق کے خلاف یہ شرط بڑہاتے اور چہہ سات ہزار کی جمعیت کا مکان تجویز کرنا چاہتے ہین تو خود کرین اور خود ہی ذمہ دار امن اس ازدحام عام کے بنین پہر وہین افسر کو بلا دین یا پولیس سے کام لین[۳]۔ اور اگر خاکسار کی ذمہ داری منظور خاطر سامی[۴] ہے تو آپ اس بفایدہ او

---

[۱] یہ بحث مکرار ہے شرط اول مین عموم جلسہ آگیا۔
[۲] جن سے آپکا مناظرہ سے گریز ثابت ہوتا ہے۔ آپکو مناظرہ منظور نہین توٹٹی کی آڑ مین کیون شکار کہیلتے ہین صاف انکار کیون نہین کرتے۔
[۳] یا آسمانی مدد منگا دین جسمین آپ کی مسیحائی پر بہی ایک نشان قایم ہو۔
[۴] اور اس شرط کے پیش کرنے سے گریز مد نظر ہو۔

عسیر الوقوع شرط کو جانے دیں۔ اور صرف چند آدمی (جیسا کہ جناب خط میں لکھتے ہیں) ہمراہ لیکر خاکسار کے مکان پر آنا منظور فرمادیں۔ مگر پہلے اُن آدمیوں کی فہرست مرتب کر کے میرے پاس بہیجدیں یا (اگر یہ منظور نہو) تو خاص اُن کی طرف سے فساد وقوع میں نہ آنے کے آپ ذمہ وار ہوں۔ جانب ثانی کی جمعیت کا مجھے اختیار رہے میں چاہوں اور مطمئن نہوں تو ایک کو بہی اپنے مکان میں آنے نہ دوں اور چاہوں تو چند معزز ذی وقار اشخاص کو جن کی طرف سے مطمئن ہوں آنے دوں۔ اس صورت میں جناب کو اس مضمون کی دستاویز دے سکتا ہوں۔ کہ اس جانب سے کوئی شخص شرو فساد نکریگا۔

(۳) شرط دوم میں جبکہ فریقین کی تحریرات کا پڑھا جانا اور ان پر فریقین کے دستخطوں کا ثبت ہونا آپنے تجویز کیا ہے تو پہر تحریف و تبدیل کا امکان کہاں ہے[ف۱] و معہذا جب درخواست آپکی یہہ شرط منظور ہے۔

(۴) آپکی تیسری اور ساتوین شرط کسیطرح قابل تسلیم نہین۔ اور کوئی اہل علم قبول نکرے گا[ف۲]۔ جناب من ایسے مشکل مسائل کی بحث کا دو دو سوال وجواب میں اور محدود اوقات وایام میں طے ہونا عادتاً محال ہے۔ مباحثہ سے مقصود تحقیق و اظہار حق ہے نہ مغالطہ۔ ہمارے اور ہر ایک منصف طالب تحقیق کے نزدیک نہ ایام کی تعیین ہونی چاہئے۔ نہ تعداد سوالات و جوابات۔ بلکہ جسقدر سوال وجواب

ف۱ یہ شرط بہی ایک گریز کا بہانہ تہا۔ مگر ہمنے آپ کو ڈہیل دینے کی غرض سے اسکو منظور کر لیا۔

ف۲ کیونکہ وہ صریح مغالطے پر مبنی ہیں۔ اور گریز کا ایک بہانہ۔ ایسی شروط کو وہ شخص پیش کریگا جسکو مباحثہ منظور نہو گا۔

فریقین چاہین کرین اور جسقدر ایام مین مباحثہ تمام ہو کیا جاوے ۔ جبتک کوئی فریق کہنے سننے کی گنجایش پاوے کہتا سنتا جاوے اور جب وہ دیکہے کہ فریق ثانی کج بحثی کرنے لگا ہے ۔ جسکے جواب سے تعرض ضروری نہین تو وہ اس وقت اپنی کلام کو قطع کر دے اور انصاف کو سامعین و ناظرین پر چہوڑ دے ۔

(۵) شرط پنجم مین جو آپنے لکہا ہے کہ فریقین جو کچہ لکہین زبانی یاد سے لکہین کتاب کی طرف رجوع نکرین قابل قبول نہین [ف ۱] ۔ مقابل اپنی تحریر مین کوئی ایسی بات لکہنا نہین چاہئے جسمین اون کا سلف سے کوئی امام نہو ۔ لہذا اون کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ہر ایک بات پر شہادت کتب پیش کرین ۔ اور اُن کتابون کی عبارتین نقل کرین ۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ بجز قرآن مجید بڑی بڑی کتب حدیث و تفسیر و فقہ و اصول کو اول سے آخر تک کوئی شخص بر زبان یاد نہین رکہتا ۔ پس وہ آپ کی اس شرط کو کیونکر منظور کرین ۔ آپ اس شرط پر اصرار کرین گے تو کافہ اہل علم کے نزدیک جو ثبوت دعوے کے لئے کتب سلف کی عبارات کی شہادت ضروری سمجہتے ہین اور تحریری و تقریری مناظرات مین عبارتین نقل کرتے چلے آتے ہین ۔ مصر علی خلاف الحق متصور ہونگے ۔ کیونکہ علم منقول یعنے دین مین نقل بکار ہے نہ محض خیالی اور عقلی باتین ۔

(۶) آپ کی شرط ششم محض تحکم ہے [ف ۲] ۔ جنابمن یہ کسی یونیورسٹی کا امتحان نہین

[ف ۱] یہ شرط آپکی گریز پر روشن دلیل ہے آپسے اس شرط کا ایفا ممکن ہے کیونکہ آپ کا علم فقر خیالی ہے ۔ لہذا جو کچھ آپکے خیال مین آتا ہے اسکو آپ تحریرات مین درج کرتے ہین اور کسی کتاب سے شہادت پیش نہین کرتے چنانچہ آپکے رسائل فتح الاسلام و توضیح المرام اسپر شاہد ہین آپکے مقابل اس امر کو جائز نہین سمجھتے اور کوئی ایسی بات پیش کرنا نہین چاہتے جسپر عبارات کتاب کی شہادت نہو لہذا وہ اس شرط کو کیونکر پورا کر سکتے ہین

[ف ۲] اور ایک گریز کا بہانہ اس شرط پر آپ اصرار کرین گے تو کس ناکس کے نزدیک فراری متصور ہونگے ۔

کہ جواب وسوالات کے لئے مساوی وقت مقرر کیا جاوے۔ مباحثہ اور مناظرہ مین تو اس مساوات کے کوئی معنے نہین ایک شخص مدعی ہو تو اسکو اثبات دعوے اور ایراد دلائل کے لئے اسقدر وقت بکار ہے کہ اُسکے مقابل مانع کو جو صرف لا نسلم کہکر سکوت اختیار کر سکتا ہے اُسوقت کا عشر عشیر بھی بکار نہین ہے۔ اور دو مدعیون مین سے بھی ممکن ہے کہ ایک کا دعوی تھوڑے ہی ثبوت کا محتاج ہو اور دوسرے کا زیادہ ثبوت طلب ہو بنظر انصاف آپ دیکھین گے تو خود ہی اس شرط کو ترک فرمادین گے۔

(۷) شرط یازدہم بھی خلاف انصاف ہے مجلس مناظرہ مین اگر کوئی منصف ہو تو کم از کم شروط مسلمہ کی پابندی کرانے والا کوئی حکم تو ضرور چاہئے - خیر صرف آپکے خاطر ہم اس شرط کو منظور کرتے ہین۔

ان شروط فاسدہ کو جناب واپس لین اور بجاے انکے شرائط صحیحہ کو تسلیم کر لین تو اس امر کو بذریعہ خط اسمی جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ظاہر کرین اور وہ خط خاکسار کے پاس بھیجدین۔ جسپر جناب مولوی صاحب تاریخ مناسب مقرر فرماکر میری معرفت جناب کو اطلاع دین گے۔

۱۳- جون ۱۸۹۱ء- لودہانہ خاکسار محمد حسن عفی اللہ عنہ

اس خط کا جو جواب مرزا صاحب نے مولوی محمد حسن صاحب کو دیا ہے اسمین شرط اول کی ترمیم سے انکار کیا- اور اپنی اُسی شرط پر اصرار کا اظہار فرمایا-
باقی شرائط کی ترمیمات کی نسبت سکوت اختیار کیا اور یہہ بہانہ پیش کر دیا کہ باقی شرائط جسقدر اس عاجز سے کین ہین وہ آن مکرم سے نہین بلکہ مولوی صاحب محمد حسین سے ہین اگر انہین منظور ہون یا نامنظور ہون وہ اپنی قلم سے اطلاع دین اور جبتک وہ خود اطلاع

سلہ اور نیز اس غرض سے کہ اس شرط کو منظور نکرنے سے آپکو فرار کا بہانہ ہاتھ نہ آئے۔

نہ چھوڑا ہیئے - ناظرین خود انصاف کرین گے +